

عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة
(شيخ المحدثين سفيان بن عيينة، حلية الأولياء)

حیات امام الملک سیدین

امام المدرسین اُستاذ العلماء فقیہ العصر جامع المعقول والمنقول
شیخ طریقت ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری دامت برکاتہم

حسب الارشاد: خادم العلم والعلماء فضل منان قادری

مؤلف: ابوالخیر محمد نعمان قادری
مدرس: آستانہ عالیہ بحر الحق شریف، لارنس پور

ناشر: جامعہ قادریہ، نوشہرہ روڈ مردان

﴿عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة﴾

(شيخ المحدثين سفيان بن عيينه، حلية الاولياء)

حیاتِ امام المدرسین

نام: اسفندیار عارسی
استاذ العلماء فقیہ العصر مفتی اعظم جامع المعقول والمنقول
شیخ طریقت ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری دامت برکاتہم

حسب الارشاد: شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت
صاحبزادہ فضل منان قادری

مؤلف: ابوالخیر محمد نعمان قادری

مدرس آستانہ عالیہ بحر الحق شریف لارنس پور انک

ناشر: جامعہ قادریہ، نوشہرہ روڈ، مردان

داتی لانبری

ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی رضوی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

حسب الارشاد:

شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت

صاحبزادہ فضل منان قادری

نام کتاب..... حیاتِ امام المدرسین

مؤلف..... ابوالخیر محمد نعمان قادری 0342-2067235

صفحات..... 65

اشاعت اول..... فروری 2019

ناشر..... جامعہ قادریہ، نوشہرہ روڈ، مردان

رابطہ

جامعہ قادریہ، نوشہرہ روڈ مردان

0333-9870446

دانتی لائبریری

ابوالہتمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی رضوی

فہرست مضامین

- پیش لفظ از شیخ طریقت علامہ فضل منان قادری صاحب ۰۸
- مقدمہ ۰۹
- حیات استاذ العلماء پر ایک نظر ۱۱
- حضور استاذ العلماء کا سلسلہ نسب ۱۲
- استاذ العلماء کے دادا جان کا تذکرہ ۱۲
- آپ کے والد مفتی اعظم سرحد شائستہ گل باباجی صاحب ۱۵
- ولادت باسعادت ۱۵
- آپ کے لئے ولی کامل کی مستجاب ۱۶
- ابتدائی تعلیم ۱۶
- دارالعلوم دیوبند جانے کی خواہش ۱۷
- والد بزرگوار کا انتقال ۱۷
- والد بزرگوار کی نصیحت یا پتھر پر لکھیر ۱۷
- مفتی اعظم سرحد کا بریلی شریف آمد ۱۸
- تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹
- تنگی چارسدہ میں تدریس ۱۹
- بھانہ ماڑی پشاور میں تدریس ۱۹

حیات امام المدرسین

(۴)

- ۱۹..... تحریک پاکستان میں مفتی اعظم سرحد کا حصہ
- ۲۱..... آستانہ قادریہ سورن شریف میں قیام
- ۲۱..... وطن مالوف کا ٹلنگ واپسی
- ۲۱..... مفتی اعظم سرحد کے اساتذہ
- ۲۲..... ہم عصر علماء
- ۲۲..... سفر حج
- ۲۲..... وسعت علمی اور کمال حافظہ
- ۲۴..... علم توقیت میں کامل مہارت
- ۲۴..... اصلاح عوام کے لئے جدوجہد
- ۲۴..... طبیب کی حیثیت سے
- ۲۵..... کمال خشیت الہی اور تقویٰ
- ۲۵..... آفتاب علم و عرفان کا غروب
- ۲۶..... **استاذ العلماء امام المدرسین فضل سبحان قادری**
- ۲۶..... ولادت
- ۲۶..... ابتدائی تعلیم
- ۲۶..... سفر دارالعلوم حنائیہ صوابی
- ۲۷..... سفر مردان
- ۲۷..... سفر اشرف المدارس اوکاڑہ
- ۲۸..... سفر جامعہ نظامیہ لاہور

حیات امام المدرسین

﴿۵﴾

- ۲۸..... سفر جامعہ مظفریہ میاں والی
- ۲۹..... استاذ العلماء کی محنت کا ایک جھلک
- ۳۰..... دورہ تجوید میں شرکت
- ۳۰..... سفر جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف
- ۳۰..... بندیال شریف میں تدریس
- ۳۱..... استاذ العلماء کے بندیال شریف میں شرکاء درس
- ۳۱..... دورہ تفسیر کی سعادت
- ۳۱..... دورہ حدیث شریف
- ۳۲..... شیخ المحمد ثین عبدالمصطفیٰ ازہریؒ سے ملاقات
- ۳۳..... جامعہ امجدیہ کو صاحبزادہ جمال الدین کی آمد
- ۳۳..... جامعہ امجدیہ کو مولانا محمد طفیل صاحب کی آمد
- ۳۴..... استاذ شمس العلماء عطا محمد بندیالوی کا کراچی آمد
- ۳۴..... ابتدائی طلباء کو تدریس
- ۳۴..... جامعہ امجدیہ میں استاذ العلماء کے تلامذہ
- ۳۵..... خطابت کے فرائض انجام دینا
- ۳۵..... دارالعلوم احسن البرکات میں تدریس کا آغاز
- ۳۵..... دارالعلوم احسن البرکات میں صدر المدرسین
- ۳۶..... دارالعلوم احسن البرکات میں تلامذہ
- ۳۶..... والد گرامی مفتی اعظم سرحد کا خط

حیات امام المدرسین

﴿۶﴾

- ۳۶..... تخصص فی الحدیث والتفسیر
- ۳۷..... تخصص سے پہلے امتحان
- ۳۸..... استاذ العلماء کا اول پوزیشن
- ۳۸..... جامعہ رحمانیہ میں صدر المدرسین
- ۳۹..... جامع مسجد میں امامت و خطابت
- ۴۰..... استاذ العلماء کا وطن مالوف واپسی
- ۴۰..... مردان میں تدریس کا آغاز
- ۴۱..... جامعہ کے قادریہ کے اولین طلباء
- ۴۱..... بغدادہ چوک کو مدرسہ منتقلی
- ۴۱..... جامعہ قادریہ کا قیام
- ۴۲..... استاذ العلماء کو اکبردار العلوم کی پیشکش
- ۴۲..... نوشہرہ روڈ کو جامعہ قادریہ کی منتقلی
- ۴۲..... انگلینڈ کے طلباء و علماء کی خوش نصیبی
- ۴۲..... جامعہ الکرم میں استاذ العلماء کے تلامذہ
- ۴۵..... جامعہ شیر ربانی میں تدریس
- ۴۵..... مرکزی مسجد مانچسٹر کے مفتی
- ۴۵..... ملک پاکستان تشریف آوری
- ۴۶..... استاذ العلماء کا بیعت و خلافت
- ۴۷..... استاذ العلماء کا فن مناظرے میں ید طولیٰ

حیات امام المدرسین

﴿۷﴾

۴۷..... شیخ عنایت الرحمان سے پہلی بار مناظرہ

۴۹..... استاذ العلماء کا مناظرہ دعا بعد السنۃ پر

۵۰..... آپ پر مادر علمی کا ناز

۵۰..... رضائے الہی ولساناً واکراً

۵۱..... تدریس میں پابندی

۵۲..... استاذ العلماء عطاء محمد بندیا لوی کے وصال پر آپ کی تحریر

۵۵..... آپ پر اساتذہ کی شفقت

۵۶..... استاذ العلماء کے اساتذہ کرام

۵۶..... تلامذہ استاذ العلماء

۵۸..... اولاد امجاد

۵۸..... شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت علامہ فضل منان قادری صاحب

۵۹..... طلباء سے شغف و محبت:

۶۰..... جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال پر ایک حاضری کا منظر

۶۰..... تاج الفقہاء عبدالحق بندیا لوی صاحب سے ایک ملاقات

۶۱..... جامع المعقول والمنقول عطاء محمد متین صاحب سے ملاقات

۶۱..... برادران استاذ العلماء مدظلہ

۶۱..... شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالحنان قادری صاحب:

۶۲..... شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت باباجی عبدالسبحان قادری:

۶۳..... شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالدیان قادری:

پیش لفظ

از شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت صاحبزادہ فضل منان قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ قبلہ والد گرامی حضور امام المدرسین کے حالات زندگی اور علمی

خدمات پر مختصر اور جامع رسالہ مرتب ہو گیا اگرچہ آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہے لیکن آج

تک اس موضوع کو ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا تھا چونکہ حضور والد گرامی کا مزاج اکابر کی طرح

للہیت پر مبنی اور خود نمائی سے دور ہے چونکہ اکابر کی حالات زندگی اصاغر کے لئے مشغل راہ

اور نشان منزل کا کام کرتی ہے۔ اس نیت سے حضور امام المدرسین کی حالات زندگی جمع کی گئی

اور میں حضرت علامہ نعمان قادری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے

ذاتی دلچسپی سے اس موضوع پر کام کیا اور حضور والد گرامی کی مختلف اوقات، نشستوں اور مواقع

یعنی سفر و حضر کی صحبت میں رہ کر ان کے ارشادات و حالات سن کر نہ صرف اپنے حافظے میں

محفوظ کیا بلکہ ساتھ ضبط قلم میں لا کر آج الحمد للہ آپ کے دست اقدس میں موجود ہے۔ آخر میں

حضرت علامہ نعمان قادری صاحب کے اخلاص و محبت کو سلام پیش کرتا ہوں اور اللہ کریم سے

دست بدست دعا ہوں کہ اللہ کریم آپ کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت دیں۔ اور آئندہ نسلوں

کے لئے مشغل راہ بنائیں۔

آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین۔

فضل منان قادری

﴿مقدمہ﴾

میرے شیخ و مربی استاذ العلماء و المشائخ جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول امام المدرسین شیخ طریقت علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری دامت برکاتہم کی ہستی تعارف کی محتاج نہیں جنہوں نے تقریباً ساٹھ سال سے قرآن و سنت و دیگر علوم دینیہ کی خدمت کر کے پاکستان سمیت دنیا کے کئی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کو علم دین کے زیور سے آراستہ کیا۔ اور صرف یہ نہیں بلکہ استاذ مکرم کا خاندان تقریباً دو سو پچاس سال سے دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہے لیکن ان خدمات کی تفصیل تحریری شکل میں موجود نہ تھی تو اسی نیت سے کہ صلحاء اور علماء کا تذکرہ موجب نزول رحمت ہے اور ان کے واقعات کا مذاکرہ مورث محبت الہی اور باعث حلاوت قلبی ہے۔

تاج العارفین قطب العلوم سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت حکایات کا مذاکرہ اور بزرگوں کے تذکرے سے مریدوں کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟ فرمایا حکایات اولیاء تو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے مثل ہے کہ ان سے مریدوں کے قلوب مطمئن اور ثابت قدم ہوتے ہیں۔ سائل نے عرض کیا کہ حضرت کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا ہاں حق تعالیٰ فرماتا ہے!

﴿وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ﴾ (ہود: ۱۲)

”اور ہم آپ کو رسولوں کی تمام خبریں بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے دل کو تسکین دیتے ہیں۔“

مذکورہ خصوصیات پر عرصہ دراز سے راقم کے دل میں شوق تحریر مضمّن تھا۔ اگرچہ حق تو یہ تھا کہ کوئی صاحب علم و فضل اس عظیم ہستی اور خاندان پر قلم اٹھاتا تو اپنے علم و فضل سے آپ کی

حیات امام المدرسین

﴿۱۰﴾

زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ضبط تحریر میں لا کر افادہ خلق بن جاتا بہر کیف ایسا نہ ہو سکا اس لیے
میں ایک طالب علم کی حیثیت سے اور اپنی علمی کمزوریوں سمیت حسب مقولہ مالا
یدرک کله لا یتدرک کله اپنی معلومات و مسموعات قارئین کے خدمت میں پیش کرتا
ہوں۔ اور جہاں تک اس مقصد عظیم میں راقم حقیر کامیابی حاصل کرے۔ تو بلا ریب نظر عنایت
ان حضرات کا ہے جو زینت قرطاس بن رہے ہیں اور جو غلطی ہو تو راقم کی طرف منسوب
ہوگی۔

ابوالخیر نعمان قادری

مدرس، آستانہ عالیہ بحر الحق شریف

لارنس پور ضلع اٹک

حیات استاذ العلماء مدظلہ پرایک نظر

نام	ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری
والد	مفتی اعظم علامہ شائستہ گل قادریؒ
پیدائش	یکم جنوری 1938
مولد:	متہ کاٹلنگ مردان
پرائمری تک عصری تعلیم	متہ کاٹلنگ مردان میں
ناظرہ اور ابتدائی دینی تعلیم	والد ماجد مفتی اعظم شائستہ گل باباجی صاحبؒ سے
1 سال طالبعلمی	دارالعلوم حنائیہ یار حسین صوابی میں
1 مہینہ تلمذ	شمس العلماء مصلح الدین صاحب حق صاحبؒ سے
1 سال تلمذ	شیخ القرآن بدر العلماء غلام علی اوکاڑوی صاحبؒ سے
1 سال تلمذ	جامعہ نظامیہ لاہور میں مفتی اعظم مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ سے اور استاذ العلماء علامہ اللہ بخش صاحبؒ سے
3 سال تلمذ	جامعہ مظفریہ رضویہ میانوالی میں استاذ العلماء علامہ اللہ بخشؒ
تجوید	جامعہ انوار العلوم ملتان
3 سال تلمذ	جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف میں شمس المدرسین علامہ عطاء محمد بندیالوی صاحبؒ سے
دورہ تفسیر	دو مرتبہ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑویؒ سے اور ایک مرتبہ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحبؒ سے

دورہ حدیث	جامعہ امجدیہ کراچی میں شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب سے
2 سال تدریس	صدر المدرسین دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد میں
تخصص فی الحدیث والتفسیر	جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں
2 سال تدریس	صدر المدرسین جامعہ رحمانیہ میں
جامعہ قادریہ کا قیام	یکم جنوری 1969 میں
3 سال تدریس	جامع مسجد کسکوروہ، بغدادہ چوک مردان
21 سال تدریس	جامع قادریہ بغدادہ میں
10 سال تدریس	جامعہ قادریہ نوشہرہ روڈ میں
سفر حج	1978 میں
4 سال تدریس	جامعہ الکرم انگلینڈ میں
3 سال تدریس	شیر ربانی ٹرسٹ انگلینڈ میں
3 سال تدریس	جامعہ قادریہ جیلانیہ انگلینڈ میں
8 سال تدریس	جامعہ قادریہ مردان میں
بیعت	عظیم روحانی پیشوا شیخ المشائخ حاجی گل صاحب سے
خلافت	شیخ طریقت فخر اولیاء شیخ گل صاحب مدظلہ سے
زمانہ طالب علمی	13 سال
طالب علمی میں تدریس	5 سال

باقاعدہ تدریس	57 سال
کل تدریس	62 سال
موجودہ عمر	81 سال

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام

على اشرف الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد!

بفضلہ تعالیٰ استاذ العلماء امام المدرسین شیخ طریقت علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان

القادری دام ظلہ کا تعلق چونکہ ایک عظیم، علمی اور روحانی گھرانے سے ہیں۔ قرآن و سنت اور

دیگر علوم شرعیہ کی ترویج و اشاعت آپ کو ورثہ میں ملی ہے۔ اس لیے آپ کے تذکرے سے

پہلے آپ کے آباء و اجداد کا تذکرہ مقدمتہً ضروری ہے۔

حضور قبلہ استاذ العلماء کا سلسلہ نسب:

استاذ العلماء مفتی فضل سبحان قادری صاحب بن مفتی اعظم حضور قبلہ شائستہ گل قادری

صاحب بن عالم باعمل جامع شریعت و طریقت محمد علی قادری بابا جی صاحب بن تاج العلماء عمر

دراز خان قادری بابا جی صاحب۔

تاج العلماء بابا جی عمر دراز خان رحمۃ اللہ علیہ سرہ ڈھیری نزد شہباز گڑھی کے باشندے

تھے اور پٹھانوں کے مشہور قبیلہ یوسف زئی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے دو فرزند تھیں۔

فرزند اول حضرت علامہ جامع شریعت و طریقت محمد علی بابا جی صاحب

فرزند دوم جناب شاہ ولی بابا جی صاحب سرہ ڈھیری شہباز گڑھی میں مدفون ہے

حضرت علامہ جامع شریعت و طریقت محمد علی بابا جی صاحب:

حضرت علامہ جامع شریعت و طریقت محمد علی بابا جی صاحب استاذ العلماء مدظلہ کے جد

امجد اور حضور قبلہ مفتی اعظم شائستہ گل کے والد ماجد ہے۔ اور جیسا کہ عالم دین کیلئے گلشن اور

باغ کتب خانہ ہوتا ہے تو اسی طرح آپ بھی ایک عظیم الشان کتب خانہ رکھتے تھے اور یہی

باغ کتب خانہ ہوتا ہے تو اسی طرح آپ بھی ایک عظیم الشان کتب خانہ رکھتے تھے اور یہی آپ کے بیٹے مفتی اعظم سرحد کیلئے حصول علم دین میں بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوئی، جیسا کہ مفتی اعظم فرماتے تھے کہ میں اپنے والد کے کتب خانے کو دیکھتا تو دل میں خیال کرتا کہ میں اپنے والد کا بہت نالائق بیٹا ثابت ہو جاؤں گا اگر علم دین سے ادھورا رہ جاؤ اور یہ علم دین کا بیش بھانڈا نہ اور کثیر تعداد میں کتابیں کسی اور کو مل جائے۔ تو اسی طرح حضور استاذ العلماء مدظلہ کے جد امجد علوم طاہرہ اور عظیم علمی ذخائر رکھنے کے ساتھ اسرار الہی اور معارف سے معمور سینہ بھی رکھتے کہ صاحب کشف ولی اللہ بھی تھے۔ جن کا روحانی تعلق اولاً غوث زمان مجدد طریقت حضور قبلہ حافظ عبدالغفور صاحب نور اللہ مرقدہ صاحب سوات سے تھا۔ جب غوث زمان شیخ المشائخ حافظ عبدالغفور سید و بابا جی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الابرار قبلہ شیخ عبدالوہاب صاحب (بانی آستانہ عالیہ مانکی شریف) کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تو پشاور اور مردان وغیرہ سے تعلق رکھنے والے مریدین کو آستانہ عالیہ قادریہ مانکی شریف سے اپنی روحانی نسبت قائم کرنے کا حکم فرمایا تو اسی طرح حضور استاذ العلماء مدظلہ کے جد امجد کا روحانی تعلق مانکی شریف سے بنی۔

مفتی اعظم سرحد شیخ القرآن والحديث علامہ شائستہ گل قادری صاحب

(المعروف متہ مولانا صاحب)

استاذ العلماء مدظلہ کے والد ماجد مفتی اعظم سرحد اپنے زمانے کے ایک بابر عالم دین، جامع شریعت و طریقت، کثیر التصانیف، مقرر، قاضی، مناظر، حاذق طبیب، ماہر سیاستدان اور دیگر خداداد صلاحیتوں اور بے شمار اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۸۶۱ء کو کاٹلنگ کے گاؤں متہ میں

ہوئی بچپن سے ہی اخلاق کریمہ سے متصف اور خدا واصلاتوں کے حامل تھے۔

آپ کے لئے ولی کامل کی مستجاب دعا:

ابھی مفتی اعظم سرحد کی بچپن تھی کہ ۱۸۷۷ء میں مجدد طریقت شیخ المشائخ غوث زمان جناب عبدالغفور صاحب سوات وصال فرما گئے تو جنازے کے لیے آپ کے خلیفہ خاص مخزن ولایت جناب حضرت عبدالوہاب صاحب مانکی شریف قافلے میں سوات تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں جامع شریعت و طریقت قبلہ محمد علی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضور استاذ العلماء کے جدا مجدد تھے) اور کاٹلنگ و مضافات کا ایک جم غفیر آپ کے استقبال کے لیے کاٹلنگ پل پر جمع تھا۔ کیونکہ سوات جاتے ہوئے کاٹلنگ و بونیر کی پہاڑیوں سے گزرنا ہوتا تھا۔ جناب شیخ الابرار حضرت عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار تھے حضور قبلہ محمد علی بابا جی صاحب نے اپنے فرزند قبلہ مفتی اعظم شائستہ گل بابا جی صاحب کو اٹھا کر دعا کی درخواست کی۔ آپ نے پشت پر دست مبارک رکھ دے فرمائی اللہ دے عالم کہ چہ وہا بیان زغلوے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو عالم دین بنائے تاکہ وہابیوں کو بھگائے۔ حسب مقولہ

گھتہ او گھتہ اللہ بود اگر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

بجملہ تعالیٰ یہ دعا تیر بہدف ثابت ہوئی کہ جدھر بھی وہابی سراٹھاتے آپ کتابوں اور طلباء کو ساتھ لے کر ان کو بھگاتے۔

ابتدائی تعلیم: مفتی اعظم سرحد شیخ القرآن والحديث علامہ شائستہ گل قادری صاحب نے قرآن مجید شریف اور علوم دینیہ کی ابتدائی کتابیں اپنے گھر میں والد بزرگوار جامع شریعت و طریقت مولانا محمد علی بابا جی سے پڑھی۔

دارالعلوم دیوبند جانے کی خواہش: مفتی اعظم سرحد زمانہ طالب علمی میں تھے کہ دارالعلوم دیوبند میں اسباق کی افتتاح ہوئی تھی تو آپ نے اپنے والد بزرگوار جامع شریعت و طریقت قبلہ محمد علی بابا جی سے دارالعلوم دیوبند جانے کی اجازت طلب کی تو والد گرامی تھوڑی دیر کے لیے مراقبہ ہوئے پھر سر کو اٹھا کر فرمایا۔

مجھے آپ کا ان پڑھ مسلمان ہونا کافر مولوی سے اچھا لگتا ہے۔ اس جواب پر سخت متعجب ہوئے اور عرض کیا۔ کیا دارالعلوم دیوبند میں لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے؟ والد بزرگوار جامع شریعت و طریقت مولانا محمد علی بابا جی صاحب نے مثبت انداز میں جواب دیا کہ ہاں! جس پر آپ نے حالاً اپنا ارادہ سفر ملتوی کر دیا لیکن دل میں تردد تھا۔ اس کے بعد آپ نے جامع المعقول والمنقول مولانا محمد صدیق صاحب ڈاگئی سے کچھ عرصہ کتابیں پڑھیں اور اکتساب فیض کیا اور کچھ عرصہ مردان کے مشہور عالم دین شیخ الاذکیاء مولانا محمود المعروف مردان مولوی صاحب کے تلمذ میں رہے۔

والد بزرگوار کا انتقال: مفتی اعظم سرحد زمانہ طالب علمی میں تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس وقت آپ کے اسباق شرح عقائد خیالی میں چل رہے تھے اپنا ارادہ سفر تو والد ماجد کی حیات میں پوری نہ کر سکا لیکن آپ کے وفات کے بعد رخت سفر باندھ لیا کہ والد گرامی صاحب کے عدم اجازت کی وجہ دریافت کرے اور اپنے دلی تردد کا ازالہ کرے تو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے۔

والد بزرگوار کی نصیحت یا پتھر پر لکیر: مفتی اعظم سرحد دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے تو شیخ انور شاہ کشمیری ان اللہ علی کل شیء قدیر کی تفسیر کر رہے تھے۔ تو آپ بھی درس میں شریک

ہوئے۔ آگے درس دیتے ہوئے مولانا نور شاہ کشمیری نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو ہر شے میں جھوٹ بھی آگئی (جیسا کہ دیوبند والوں کا عقیدہ ہے) اور اس پر دلیل دی کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ خُلْدًا فِيهَا۔

﴿سورة النساء آیت نمبر: ۹۳﴾

کہ جو مومن کو عمدہ قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔

لیکن اگر ایسے شخص کو باری تعالیٰ نے روز قیامت معاف فرمایا فجزاء لہ جہنم کی تکذیب لازم آگئی۔ تو یہ کہنا کہ اس کی سزا جہنم ہے جھوٹ ہوئی العیاذ باللہ۔

مفتی اعظم سرحد شیخ القرآن والحديث علامہ شائستہ گل قادری صاحب نے یہ سن کر مولانا نور شاہ کشمیری سوال کیا کہ کیا آپ کو باری تعالیٰ کا ارشاد

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ معلوم نہیں۔

﴿سورة النساء آیت نمبر: ۴۸﴾

بیشک باری تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ بخشتا ہے جس کو چاہے تو آیا قتل عمد شرک کے علاوہ نہیں؟ بلکہ ہے تو لمن یشاء کی قید یہاں بھی معتبر ہے۔ اور ساتھ کہا کہ جو کوئی کلام الہی میں جھوٹ کا شائبہ تک رکھے وہ کافر ہے تو اس میں بالفعل جھوٹ ثابت کرنے والے سے بڑا کافر کون ہوگا؟ تب آپ پر والد صاحب کے قول کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ کہ مجھے آپ کا اُن پڑھ مسلمان ہونا کافر مولوی سے اچھا لگتا ہے اور ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ والد گرامی اِتَّقُوا فِرَاسَتَهُ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ کا مصداق ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

بریلی شریف آمد: مفتی اعظم سرحد گو مذکورہ واقعہ پیش آنے اور والد گرامی کا قول صادق ہونے کی بنا پر دارالعلوم دیوبند سے نکل کر دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف تشریف لے گئے

اور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ہندوستان کے دوسرے علماء سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔

مفتی اعظم سرحد کے تدریسی زندگی کا آغاز: آپ نے پاک و ہند کے جید علماء کرام سے اکتساب فیض کیا اور پھر اساتذہ کرام کی امانت اور علمی فیض اگلی نسل کو منتقل کرنے کیلئے اپنے گاؤں متہ میں جامعہ محمدیہ حنفیہ سنیہ نام سے دارالعلوم بنائی جس میں کئی سالوں تک پڑھاتے رہیں۔

تنگی چار سده میں تدریس: مفتی اعظم سرحد کچھ عرصہ اپنے قائم کردہ مدرسے میں پڑھانے کے بعد جناب پیرزادہ خلیل الرحمان باچہ صاحب (جو مانگی شریف کے بحر ذار شیخ طریقت عبدالحق ثانی صاحب کے صاحبزادے تھے۔) کے اصرار پر تنگی چار سده تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ وہاں پر طلباء کو سیراب کرتے رہے اور آپ کے صاحبزادے مولانا سیف الرحمان باچہ صاحب کو پڑھاتے رہیں۔

بھانہ ماڑی پشاور میں تدریس: مفتی اعظم سرحد کچھ عرصہ تنگی چار سده میں تدریس کے بعد پشاور تشریف لے گئے کہ بھانہ ماڑی میں مولانا ایوب جان بنوری کے دادا نے مدرسہ بنائی جہاں K P K کا اولین مدرسہ ہے تو مفتی اعظم سرحد اس مدرسے کے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے علم دین کی خدمت کرتے رہیں۔

تحریک پاکستان میں آپ کا حصہ: مفتی اعظم سرحد عقائد حقہ کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی خطہ (پاکستان) جہاں مکمل طور پر اسلام نافذ ہو، کی خاطر تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ پہلے پہل تحریک خدائی خدمت گار میں شامل ہو کر خان عبدالغفار خان کے

ساتھ کام کیا۔ لیکن بعد میں جب خان موصوف نے اس تحریک کو انڈین نیشنل کانگریس میں مدغم کر دیا۔ تو آپ نے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ مسلم لیگ نے پاکستان کا مطالبہ کیا تو آپ نے نہایت جرأت و ہمت کے ساتھ اس مطالبہ کی حمایت کی۔ حضرت پیر صاحب فاتح ریفرنڈم محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف نوشہرہ کی صدارت میں مشائخ و علماء کی ایک جمعیت تشکیل دی گئی۔ جس کا نام جمعیت الاصفیاء رکھا گیا۔ اور آپ اس جماعت کے ناظم مقرر ہو گئے۔ آپ نے پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں تمام ہندوستان کا دورہ کیا۔

مفتی اعظم سرحد نے پیر طریقت رہبر شریعت شریعت فاتح ریفرنڈم جناب امین الحسنات صاحب کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھرپور ساتھ دیا اور اہم کردار کیا۔ جو پاکستان کی تاریخ میں قربانیوں کا ایک روشن باب ہے۔

پیر صاحب مانکی شریف اور علماء اہلسنت کا تحریک پاکستان میں حصہ اور قائد اعظم کا ساتھ دینا کسی دنیوی عرض کے خاطر نہیں تھا بلکہ صرف اور صرف نظام مصطفیٰ اور قرآن و سنت کے آئین کے نفاذ کی خاطر تھا۔ اور پیر صاحب مانکی شریف کی سرپرستی میں قائد اعظم کے ساتھ پاکستان میں نفاذ شریعت کا معاہدہ بھی مفتی اعظم سرحد علامہ شائستہ گل قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا۔

لیکن صد افسوس! ملک پاکستان بننے کے بعد ارباب اقتدار طبقہ نے ایفائے عہد نہیں کیا جس کی وجہ سے قبلہ پیر صاحب نے مسلم لیگ کے خلاف عوامی لیگ بنائی اور آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا تو اسی دنوں ہندوستان و پاکستان کے تمام دورے آپ ہی کے سپرد تھے۔ حکومت کے انگریز پالیسی کے خلاف علم بلند کرنے کی پاداش میں قبلہ پیر صاحب کو ایک سال کے لیے

گھر میں نظر بند کیا اور مفتی اعظم سرحد علامہ شائستہ گل قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تین دن کے لئے حوالات میں رکھا گیا اور بعد ازاں ایک سال کے لئے ضلع بدر کیا گیا۔

آستانہ عالیہ قادریہ سورن شریف میں قیام: مفتی اعظم سرحد بدری کے دوران کچھ عرصہ آستانہ عالیہ قادریہ سورن شریف ملاکنڈ ایجنسی میں قیام کیا۔ اسی دوران پیر طریقت رہبر شریعت مولانا محمد شیرین قادری (سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سورن شریف ملاکنڈ ایجنسی) کو پڑھایا۔ اور کچھ عرصہ تھانہ (سوات) میں قیام کیا۔

وطن مالوف کا ٹلنگ واپسی: مفتی اعظم سرحد کچھ عرصہ سوات میں قیام کے بعد اور اپنی جامعہ بنام محمدیہ حنفیہ سنیہ (متہ کا ٹلنگ) میں درس و تدریس کا سلسلہ آخری دم تک جاری رکھا۔ اور تشنگان علم کو سیراب کرتا رہا۔

اساتذہ: مفتی اعظم سرحد نے متعدد اساتذہ سے اکتساب فیض کیا

☆ آپ کے والد ماجد جامع شریعت و طریقت محمد علی بابا جی

☆ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان بریلوی

☆ جامع المعقول والمنقول مولانا محمود صاحب المعروف مردان مولوی صاحب

(والد گرامی شیخ القرآن والحديث مصلح الدین صاحب حق صاحب)

☆ شیخ القرآن والحديث علامۃ الدھر محمد صدیق صاحب ڈاگئی

☆ شیخ الصرف والنحو لا کالامولوی صاحب

☆ شیخ الاسلام شیخ القرآن والحديث مولانا دیدار علی شاہ صاحب لاہور۔

ہم عصر علماء: آپ کے اپنے ہم عصر علماء کے ساتھ بہت قریبی تعلقات تھے، ☆ عظیم روحانی

پیشوا شیخ المشائخ حاجی گل صاحب لنڈی کوتل شریف ☆ شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت حضور قبلہ عالم عبدالغفور باباجی صاحب دریائے رحمت شریف اٹک ☆ شیخ القرآن والحديث العلامة الفہامہ عبدالمنان صاحب حق صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شہباز گڑھی مردان ☆ جامع المعقول والمعقول عبدالواحد صاحب حق صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی گڑھی کپورہ مردان ☆ شیخ القرآن والحديث فقیہ العصر قاضی عبدالخالق صاحب حق صاحب گڑھی کپورہ، ☆ شیخ القرآن والحديث جامع شریعت مصلح الدین صاحب حق مردان ☆ شیخ القرآن والحديث مولانا محمود صاحب المعروف شیر گڑھ صاحب حق صاحب مردان، ☆ مفسر قرآن شیخ طریقت مولانا عبداللطیف باباجی پارہوتی مردان

سفر حج: مفتی اعظم سرحد نے 1951ء میں کے سفر حج کی سعادت حاصل کی آپ شریعت پر سختی سے عمل پیرا تھے اور امام الحرمین نماز کے لیے پگڑی کا اہتمام نہیں کرتے تھے سو آپ نے اس کے ساتھ بحث کی اور پگڑی باندھنے پر آمادہ کیا۔ آپ سے ایام حج میں شیخ القرآن والحديث صاحبزادہ محمود صاحب (شیر گڑھ) ایک فتویٰ بھی طلب کیا کہ قصد ارض کو طاء کے شبیہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں، آپ نے فتویٰ تحریر کیا کہ ایسا کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی اور اس فتویٰ پر علمائے حجاز اور مسجد حرام شریف کے علماء کے تائیدی تقاریر ثبت ہیں۔ وسعت علمی اور کمال حافظہ: خداداد صلاحیتوں میں مفتی اعظم سرحد کا قوت حافظہ بھی باری تعالیٰ کے خصوصی نوازشوں میں سے ہے جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آخر عمر میں صاحب فراش ہوئے تو عیادت کی خاطر حضور قبلہ شیخ گل صاحب مبارک مدظلہ نے جامعہ قادریہ بغدادہ سے استاذ العلماء مدظلہ کو ساتھ لے کر راستے میں فرمایا کہ میں ان سے ایک مسئلہ بھی دریافت کروں گا، استاد صاحب نے عرض کی ان کی آخر عمر ہے اور طویل علالت میں ان کی

حافظہ وہی نہیں ہوگی، لیکن آپ گرامی قدر نے حسب منشاء مسئلہ دریافت کیا۔ کہ آیا مسجد کے صحن میں لکڑی کے طاق پر محراب کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ مفتی اعظم سرحد نے فرمایا کہ نہیں، کیونکہ محراب گول طاقی کا نام نہیں بلکہ وسط صف اول کا نام محراب ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال قبول نہیں کرتا اور یہ ثواب مسجد کے دوسرے حصہ میں حاصل نہیں ہو سکتا اور استاد صاحب کو حکم دیا کہ الماری سے کتاب اٹھاؤ اور کتاب پر ہاتھ رکھ کر تلاش کئے بغیر کھول کر فرمایا! اور استاذ العلماء مدظلہ کو حکم دیا کہ کتاب کے کونے میں فلاں جگہ سے پڑھو جہاں پر یہ مسئلہ مذکورہ تھا اور حوالہ دیا یہ سن کر حضرت شیخ گل صاحب مبارک نے استاد العلماء مدظلہ کو مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ دیکھ لیا کہ آپ بتا رہے تھے کہ ان کا حافظہ وہ نہیں رہ چکی ہوگی حالانکہ اب بھی کتنی کتابوں کا خلاصہ بیان فرمایا کہ میں نے اس مسئلہ کے تحقیق میں سینکڑوں کتابیں دیکھے ہیں لیکن کسی کتاب میں بھی مجھے ایسی تحقیق کے ساتھ نہیں ملا تھا۔ جس طرح حضرت صاحب نے شافی بیان فرمایا۔ استاد صاحب نے والد گرامی سے عرض کیا کہ حضور! اگر کتاب سے مسئلہ نکالنا کوئی گڑھ تو ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔

بابا جی صاحب نے جواب دیا کہ نہیں بیٹا! یہ گرنہیں بلکہ یہ ساری کتابیں اور فتاویٰ جات میری نظر سے بارہا نکلی ہیں اس لیے مجھے یاد ہوتا ہے کہ کون سا مسئلہ کس کتاب میں کہاں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک بار والی سوات نے آپ سے ریاست سوات میں نماز جمعہ کے بارے میں پوچھا کہ آیا سوات میں ادائیگی نماز جمعہ شریعت کی رو سے صحیح ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں کیونکہ یہاں شرائط جمعہ پوری نہیں۔

والی سوات نے کہا وہ کیسے حالانکہ میں نے تو اپنے ریاست میں کامل شریعت نافذ کی ہے مفتی اعظم سرحد نے جواب دیا کہ آپ کی ریاست کا سکھ اپنا نہیں ہے بلکہ ملک پاکستان کے چلا

رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ اور دوسرے علماء اہل سنت جمعہ کے دن احتیاطاً چار رکعت فرض ظہر پر خود بھی عمل کرتے رہیں اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتے رہیں۔

علم توقیت میں کامل مہارت: مفتی اعظم سرحد دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ علم توقیت کے بھی بڑے ماہر تھے۔ ماہ رمضان شریف میں اہل محلہ جامع مسجد (لنڈے شاہ کاٹلنگ مردان) میں افطاری کے منتظر ہوتے جب آپ آفاق آسمان سے خوب تسلی کر لیتے کہ وقت مغرب داخل ہو گیا تب موزن کو آذان مغرب کا حکم دیتے اور روزہ افطار کر لیتے۔

اصلاح عوام کیلئے جدوجہد: جناب مفتی اعظم سرحد تدریس اور استفتات کے جوابات کے ساتھ عوام کی اصلاح کیلئے بھی جدوجہد کرتے رہیں کہ اپنے علاقے کے مساجد میں عوام کو ہفتہ وار ایک تقریر فرماتے اور انکی عقیدوی اور عملی اصلاح کرتے تھے اور ایک ہفتہ کو جس مسجد میں تقریر کرتے تو ساتھ اعلان کرتے کہ آئندہ ہفتے کو فلاں مسجد میں فلاں موضوع پر تقریر ہوگی طبیب کی حیثیت سے: مفتی اعظم بے شمار خدا صلاحیتوں اور علوم و فنون کے جامع ہونے کے ساتھ ایک ماہر طبیب بھی تھے کہ لوگ امراض کے علاج کیلئے بھی آپ کے پاس آتے جب اس علاج معالجے کا سلسلہ بڑھ گیا، تو ایک دن حسب معمول درس کے لئے تشریف لے آئیں تو ایک طرف طلباء منتظر درس تھے لیکن دوسرے طرف مریضوں کی بھی کثرت تھی اس لئے آپ نے سوچ لیا کہ طبابت اور علاج معالجہ سے طالب علموں کے اسباق اور میرے زندگی کا مقصد اولین متاثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے طبابت کا کام مکمل چھوڑ دیا اور اس زمانے میں کاٹلنگ بازار میں ایک ہندو حکیم پر آلات طبابت اور دوائیاں فروخت کئے۔

کمال خشیت الہی اور تقویٰ: مفتی اعظم سرحد کے ساتھ یار حسین باباجی صاحب سے

بہت محبت فرماتے ایک با آپ یار حسین تشریف لے گئے یار حسین بابا جی صاحب اپنے خلوت شریف سے نماز فجر کے لیے تشریف لارہے تھے اور مفتی اعظم سرحد گوبرآمدے میں پا کر تشریف فرما ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ ہوئے سر اٹھایا اور آپ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو امانت میرے پاس تھی سب میں نے آپ کو سپرد کی۔ یہ سن کر مفتی اعظم سرحد جلدی پیچھے ہو گئے کہ نہیں حضور میں قبول نہیں کر سکتا اور میں اسی کے لائق نہیں ہوں۔

قبلہ بابا جی پھر مراقبہ ہوئے اور سر اٹھا کر فرمایا کہ! اللہ تعالیٰ کی جو امانت میرے پاس تھی سب میں نے آپ کو سپرد کی۔ آپ نے عرض کی کہ حضور یہ سب آپ کی اپنی شفقت ہے لیکن میں اس قابل نہیں ہوں لہذا قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ قبلہ بابا جی تیسری بار پھر مراقبہ ہوئے سر اٹھایا اور کہا "کہ جو امانت باری تعالیٰ میرے پاس تھی سب میں نے آپ کو سپرد کی"۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا اور ساتھ کہا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائے کہ اس قابل ہو جاؤں تب قبول کروں گا۔ گویا کہ آپ کی شخصیت انما یخشی اللہ من عباده العلماء (کہ بے شک باری تعالیٰ سے صرف علماء ڈرتے ہیں) کی عملی تفسیر تھی۔

آفتاب علم و عرفان کا غروب: مفتی اعظم سرحد نے دین متین کی خدمت اور رضائے الہی کی خاطر زندگی، مال و متاع، علم و حکمت، عقل و دانش قلم و قرطاس کو صرف کیا۔ اور بالآخر ۵ رمضان المبارک ۱۹۸۱ کو ۱۲۰ سال کی عمر میں جہان فانی کو الوداع اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور علوم و اسرار کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھوں سے پردہ فرما گئے۔ اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ (إِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ)

آپ کے جنازے میں ہزاروں علماء، مشائخ اور عوام نے شرکت کی نماز جنازہ حضور قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت شیخ گل صاحب مبارک دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ اور سپرد خاک کر

گئے۔

مزار پر انوار: مفتی اعظم سرحد کا مزار آپ کے گاؤں لنڈی شاہ کا ٹلنگ میں مرجع خلاق ہے

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء فقیہ العصر شیخ طریقت شیخ القرآن

والحدیث ابو الفضل علامہ محمد فضل سبحان قادری دامت برکاتہم العالیہ

ولادت: حضور استاذ العلماء مدظلہ 1938ء ضلع مردان علاقہ کا ٹلنگ گاؤں متہ میں آنکھ

کھولی۔

ابتدائی تعلیم: استاذ العلماء مدظلہ نے ناظرہ قرآن مجید، فارسی اور صرف و نحو کے ابتدائی

اسباق اپنے بزرگوں کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم حنفیہ سنیہ کا ٹلنگ لنڈی شاہ میں اپنے والد

بزرگوار مفتی اعظم سرحد مولانا شائستہ گل قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اور

پرائمری تک عصری تعلیم حاصل کیا۔

دارالعلوم حنائیہ یار حسین (صوابی): استاذ العلماء مدظلہ ناظرہ قرآن مجید، فارسی اور

صرف و نحو کے ابتدائی اسباق اپنے والد بزرگوار مفتی اعظم سرحد مولانا شائستہ گل قادری

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بعد علم دین کے لئے اسفار شروع کئے۔ اسفار کی ان

کڑی میں اولاً 1953ء پیر طریقت رہبر شریعت جناب عبدالحنان المعروف یار حسین باباجی

کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم حنائیہ تشریف لے گئے جہاں پر منگل شاہی مولانا صاحب سے

تقریباً ایک سال اکتساب فیض کرتے رہے یہاں آپ نے صرف و نحو کے ابتدائی اسباق

نحو میر میں مثالی ترکیب شرح مائتہ عامل، میزان الصرف، صرف میر وغیرہ پڑھ لیے آپ کی

رحلت کے بعد مردان تشریف لے آئے۔

سفر مردان: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے دارالعلوم حنائیہ میں پڑھنے کے بعد اپنے بہنوئی شیخ القرآن پیر طریقت رہبر شریعت عبدالرحیم باباجیؒ کے ہاں مردان میں ایک مہینہ قیام فرمایا اسی دوران آپ نے شیخ القرآن والحديث علامہ قبلہ مصلح الدین المعروف صاحب حق صاحب سے شمع، زرا دی اور اصول الشاشی کے چند اسباق پڑھ لیے۔ کیونکہ صاحب حق صاحب کا آپ کے والد صاحب مفتی اعظم سرحد کے ساتھ تعلق تھا۔ اس لیے آپ پر بہت شفقت فرماتے۔ لیکن مکمل طور پر علمی ماحول میں تربیت حاصل کرنے کیلئے شیخ القرآن پیر طریقت رہبر شریعت عبدالرحیم باباجیؒ نے اوکاڑہ جانے کا مشورہ دیا۔

سفر اشرف المدارس اوکاڑہ: علم دین کے بکھرے موتی جمع کرنے کے لئے استاذ العلماء مدظلہ 1954 میں مردان سے اوکاڑہ تشریف لے گئے جہاں پر اشرف المدارس میں شیخ القرآن والحديث عالم باعمل حضرت علامہ مفتی غلام علی اوکاڑوی صاحب کے ہاں تقریباً ایک سال قیام کیا۔ یہاں پر شیخ القرآن عزتماب مفتی صاحب سے مزاج الارواح و دستور المبتدی اور نحو کے اسباق اور اصول الشاشی شیخ القرآن والحديث مولانا محمد یوسف یاغستانی سے تحفہ نصائح اور فارسی حضرت علامہ مولانا نیاز محمد صاحب سے پڑھتے رہیں۔ آپ نے اگرچہ فارسی پڑھی تھی لیکن فارسی کی وجہ سے آپ نے اُن سے پنجابی سیکھ لیا آپ نے شیخ القرآن والحديث مفتی غلام علی اوکاڑوی صاحب سے دورہ تفسیر پڑھنے کی بھی سعادت حاصل کی۔

سفر جامعہ نظامیہ لاہور: استاذ العلماء مدظلہ نے جامع المعقول والمنقول محقق العصر استاذ علامہ محمد اللہ بخش صاحب کی درس و تدریس کا چرچا سن کر 1955 میں اوکاڑہ سے لاہور

تشریف لے آئے۔ جہاں پر اہلسنت و جماعت کی عظیم علمی درسگاہ جامعہ نظامیہ میں ایک سال قیام کیا اس دوران مفتی اعظم پاکستان شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ سے

مرقات اور جامع المعقول والمنقول محقق العصر استاذ علامہ محمد اللہ بخش صاحب سے کافیہ، شرح تہذیب وغیرہ پڑھتے رہیں۔ حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے صرف ونحو کی کتابیں کافیہ اور مراج تک اسی طرح منطق کے رسالے شرح تہذیب تک اور فارسی وغیرہ کی کتابیں عبارتہ یاد کیے تھے۔ اس وقت آپ کے شرکاء درس میں سے شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ احسان اللہ جان قادری المعروف گاڑی خانی مولوی صاحب بھی رہیں۔

سفر جامعہ مظفریہ رضویہ واں پچھراں میانوالی: جب جامعہ نظامیہ سے استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول استاذ اللہ بخش صاحب نور اللہ مرقدہ جامعہ مظفریہ واں پچھراں تشریف لے گئے تو آپ بھی 1956 استاذ محترم کے ساتھ جامعہ مظفریہ رضویہ واں پچھراں آئے۔ یہاں پر آپ نے کافیہ کے باقی اسباق جو جامعہ نظامیہ میں رہ چکے تھے۔ قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، ملا حسن اور میرزا ہد، ملا جلال کے چند ابتدائی اسباق مراج الارواح، فصول اکبری، شافیہ، نور انوار اور حسامی کے چند اسباق، شرح جامی، عبدالغفور وغیرہ کے اسباق پڑھ لیے۔ یہاں پر آپ کے شرکاء درس میں ایک شیخ القرآن والحديث مولانا محمد بشیر سیالوی صاحب بھی تھے جو کہ آپ کے ساتھ بن دیال شریف علمی پیاس بجھانے کے لیے آئے تھے۔ اس وقت استاذ العلماء شیخ القرآن والحديث مولانا غلام محمد سیالوی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان جامعہ مظفریہ رضویہ واں پچھراں میں حفظ کرتے تھے۔ یہاں پر استاذ العلماء مدظلہ نے دو سال استاذ محترم سے علمی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو بھی پڑھایا۔ آپ کے ان شاگردوں میں محقق العصر جامع المعقول والمنقول علامہ عطاء محمد متین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اگر طلباء کو کوئی مشکل ہوتی تو استاذ محترم صاحب آپ کو طلباء کے ساتھ سبق دہرانے کا حکم فرماتے۔

استاذ العلماء مدظلہ کی محنت کا ایک جھلک: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ جن ایام میں جامعہ مظفریہ واں نکچھراں میں پڑھتے تھے فرماتے ہیں ایک رات عشاء کے بعد ہم حسب معمول چند ساتھی اکٹھے مطالعہ کے لیے بیٹھ گئے اور میں نے شرح جامی کا مطالعہ شروع کیا۔ میں مطالعہ میں مستغرق تھا اور میرے ساتھی اٹھ گئے اور میں اسی طرح مطالعہ کرتا رہا مطالعہ میں ڈھوب کر حتیٰ کہ جامعہ مظفریہ کے موزن نے آذان صبح شروع کی تب میں نے کتاب سے سر اٹھایا اور پتہ چلا کہ رات گزر گئی۔ حسب شعر!

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

پورے رات مطالعے میں گزرنے کے بعد بھی جی نے کتاب سے اٹھنے کی اجازت نہیں دی کہ منہوم فی العلم لایشبع منہ اور دل میں خیال کیا کہ ویسے بھی نماز فجر کا وقت قریب ہے۔ سامنے سے آپ کے شفیق استاذ جامع المعقول والمنقول مولانا اللہ بخش صاحب مرحوم و مغفور نے دیکھا کہ یہ رات ادھر بیٹھے ہے اور ابھی تک مطالعہ میں لگن ہے۔ اس لئے آپ پر مزید مطالعہ بند کیا اور فرمایا کہ میرے کمرے میں سو جاؤ اور استاذ محترم صاحب نے آپ کو طلوع آفتاب سے کچھ دیر پہلے اٹھایا نماز فجر ادا کر کے اپنے ساتھ چائے کے لیے بٹھایا اور محبت فرماتے ہوئے کہا کہ فضل سبحان ایسا نہ کرواں لنفسک علیک حقاً کچھ آرام کر کے اپنی صحت کا بھی خیال رکھو۔

دورہ تجوید میں شرکت: استاذ العلماء مدظلہ جامعہ مظفریہ رضویہ واں نکچھراں میں شرح جامی وغیرہ کتب پڑھنے کے بعد جامعہ انوار العلوم ملتان میں تشریف لے گئے یہاں پر مشہور قاری شیخ القراء والحدیث محمد طفیل مدنی اور آپ کے تلمیذ رشید قاری المقری عبدالرحمان بلوچستانی سے علم تجوید میں تحفہ نظیریہ، مقدمۃ الجزری، تجوید احمدی، تجوید محمدی، شاطبیہ پڑھ لئے۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضور قبلہ مفتی شائستہ گل قادری رحمۃ اللہ علیہ سے مقدمۃ الجزری پڑھی

اور مقدمہ الجزری کے مکمل اشعار زبانی یاد کئے تھے۔

جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال تشریف آوری: استاذ العلماء مدظلہ والے پچھراں میں کچھ عرصہ علمی پیاس بجھانے کے بعد اپنے محترم استاذ کے حکم پر آپ اور شیخ القرآن والحدیث علامہ محمد بشیر سیالوی صاحب 1959ء میں اہلسنت وجماعت کی قدیم و مرکزی درسگاہ بندیال تشریف تشریف لائیں جہاں پر اس وقت شمس العلماء محقق دوران جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول عطا محمد بندیالوی کے درس و تدریس کا چرچا تھا۔ اب تک علمی دنیا میں جامعہ مظہریہ امدادیہ کا ایک نام ہے اور علامہ بندیالویؒ کا درس سند کی حیثیت رکھتے تھے تو آپ علامہ بندیالویؒ سے تقریباً چار سال مستفید ہوتے رہے۔ یہاں پر آپ نے میرزا ہد ملا جلال، میرزا ہد امور عامہ، میرزا ہد رسالہ قطبیہ، قاضی مبارک، حمد اللہ، تصریح، شرح چغمینی، تحریر اقلیدس، سراجی، بیضاوی تشریف، ہدایہ اخیرین، شامی وغیرہ کتابیں پڑھ لیے اور فنون کی تکمیل کر لی۔

بندیال تشریف میں تدریس: استاذ العلماء مدظلہ جن ایام میں جامعہ امدادیہ بندیال

تشریف میں اپنی علمی پیاس بجھا رہے تھے تو ساتھ ساتھ طالب علموں کو بھی پڑھاتے رہے جیسا کہ پیر طریقت جناب غلام نصیر الدین کاظمی صاحب نے اپنے بیٹے پیر جمال الدین کاظمی صاحب کو بندیال تشریف لے آئیں اور استاد الکل علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عرض کیا کہ حضور میرے اس بیٹے کو بھی اپنے علمی فیضان سے مستفید فرمائے لیکن حضور قبلہ بندیالوی صاحب نے فرمایا مجھ اور طالب علموں کے اسباق پڑھانے کا بوجھ زیادہ ہے لیکن آپ کے اصرار پر بندیالوی صاحب نے تبرکاً نحو میر شروع کی اور فرمایا اس کے باقی ذمہ دار میرے فضل سبحان ہوں گے۔ اس لئے استاذ العلماء مدظلہ اپنے اسباق پڑھنے کے ساتھ

صاحبزادہ جمال الدین صاحب کو پڑھاتے رہے۔

بندیال شریف میں آپ کے شرکاء درس: بندیال شریف میں آپ کے ساتھیوں میں سے محسن اہل سنت جامع المعقول والمنقول عبدالحکیم شرف قادری، بحر العلوم والفنون جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء غلام محمد تونسوی، شیخ القرآن والحديث مفتی محمد بشیر سیالوی، شیخ المعقول والمنقول علامہ حبیب اللہ شاہ وڑچھہ شریف۔

دورہ تفسیر شریف کی سعادت: استاذ العلماء مدظلہ کو تین مرتبہ دورہ تفسیر شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ دو مرتبہ شیخ القرآن والحديث بدر العلماء غلام علی اوکاڑوی سے جس میں ایک مرتبہ اشرف المدارس اوکاڑہ میں اور دوسری مرتبہ دارالعلوم حزب الاحناف (لاہور) میں اور تیسری مرتبہ فنون سے فراغت کے بعد 1962ء میں شیخ القرآن والحديث شمس العلماء ابوالحقائق عبدالغفور ہزاروی سے وزیر آباد میں فیض حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا۔

دورہ حدیث شریف: جب 1962ء تک استاذ العلماء مدظلہ تقریباً تیرا سال مختلف علمی مراکز اور علم و حکمت کے پہاڑوں سے بہرہ ور ہوئے۔ اور مروجہ علوم، صرف نحو، اصول فقہ، فقہ، بیان، بدیع، معانی، ریاضی، ہندسہ، منطق، فلسفہ تفسیر و اصول تفسیر وغیرہ میں کامل دسترس حاصل کی اور دورہ حدیث شریف تک پہنچ گئے اسی سال استاذ العلماء منطق و فلسفہ کے امام خامس استاذ مطلق علامہ بندیالوی صاحب نور اللہ مرقدہ الشریف عازم حج ہوئے۔ تو استاذ العلماء مدظلہ کو حکم دیا کہ کہ آپ دورہ حدیث شریف کے لیے کراچی کے نامور عالم دین علامۃ الدھر شیخ القرآن والحديث قبلہ عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب کے پاس جائیں اور ساتھ ایک سفارشی خط بھی عنایت فرمایا۔

شیخ الحدیث عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب سے ملاقات: استاذ العلماء مدظلہ رات کو

جامعہ امجدیہ پہنچ گئے اس وقت عظیم علمی درسگاہ جامعہ امجدیہ آرام باغ واقع تھا۔ رات قیام کیا۔ صبح استاذ محترم سے ملاقات ہوئی۔ مصافحہ و قدم بوسی کے بعد دریافت فرمایا کہ کہاں سے آنا ہوا آپ نے عرض کیا مردان سے۔ علامہ شیخ القرآن والحديث ازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ مفتی اعظم سرحد کو جانتے ہوئے آپ نے جواب دیا کہ ہاں حضور! وہ میرے والد بزرگوار ہے۔ ایک بار پھر محسن ذی شان نے گلے کے ساتھ لگایا اور محبت کے ساتھ فرمایا یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ مفتی اعظم سرحد کے صاحبزادے مجھ سے درس لینے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ استاذ العلماء مدظلہ نے عرض کیا کہ ہاں میں آیا ہوں لیکن رات بھر چھروں کی خوب استقبال کی وجہ سے واپسی کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے محسن نے جواب دیا کہ نہیں عنقریب جامعہ آرام باغ سے نئی بلڈنگ عالمگیر روڈ کو منتقل ہونی والی ہے لہذا ان دونوں میں آپ عبدالعزیز میمن (والد بزرگوار امین مکی صاحب) کے ہاں قیام کرو۔ اور شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب نے آپ کو صحاح ستہ کی دوسٹ عنایت فرمائی کہ ایک سیٹ اپنی قیام گاہ میں مطالعہ کے لئے رکھے اور دوسری سیٹ دارالعلوم میں سبق کے لئے رکھیں۔ تاکہ مدرسہ آنے جانے میں آسانی ہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ شفقت بھی فرماتے رہیں کہ جامعہ آنے جانے کا کرایہ بھی مدرسے کی طرف سے دیتے رہے۔ دورہ حدیث شریف کے اسباق شروع ہو گئے۔

جامعہ امجدیہ کو صاحبزادہ جمال الدین کی آمد: حضور استاذ العلماء مدظلہ جب دورہ حدیث کے لئے جامعہ امجدیہ تشریف لے گئے تو چند دنوں بعد صاحبزادہ جمال الدین کاظمی بھی آپ سے درس لینے کیلئے جامعہ امجدیہ آ گئے چونکہ صاحبزادہ صاحب بن دیال شریف میں بھی آپ کے ساتھ ابتدائی اسباق پڑھتے رہیں اس لئے آپ کو آگے شرح جامی اور قطبی وغیرہ

تک پڑھائیں۔

جامعہ امجدیہ کو مولانا محمد طفیل صاحب کی آمد: جب دورہ حدیث شریف شروع ہوئی تو چند ہفتے بعد تو آپ کے ایک ساتھی شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد طفیل صاحب (مہتمم جامعہ طفیلیہ عظیم پورہ کراچی) آئے جس کی ابھی کچھ منتہی کتابیں رہتی تھیں۔ حضور استاذ العلماء مدظلہ نے علامۃ الدھر مفتی ظفر علی نعمانی (مہتمم جامعہ امجدیہ) کو عرض کیا کہ یہ مولانا محمد طفیل ہمارے ساتھی ہے جس کی قاضی مبارک حمد اللہ شمس باز غہ رشیدیہ وغیرہ کتابیں پڑھنے کے لئے آئیں ہیں کہ اس کو کسی مدرس سے یہ کتابیں شروع کروائیں۔ قبلہ مفتی صاحب نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کیا کہ بندیاں شریف سے۔ تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ نہیں! بندیاں شریف کے طالب علم کو ہمارا کوئی مدرس یہ کتابیں نہیں پڑھا سکتے۔ کیونکہ اس زمانے میں بندیاں شریف کی عظیم درس گاہ جامعہ مظہریہ امدادیہ سند کی حیثیت رکھتی تھی اس لئے مفتی صاحب حکم دیا کہ یہ کتابیں مولانا محمد طفیل صاحب کو آپ نے پڑھانی ہے۔ آپ نے عذر پیش کیا لیکن مفتی صاحب کا حکم تھا اور مولانا محمد طفیل صاحب نے بھی اصرار کیا۔ اس لیے اپنے دورہ حدیث شریف کے ساتھ آپ کو بھی، رشیدیہ، صدر اقاضی مبارک وغیرہ جیسی مشکل اسباق کی تدریس شروع کی۔ اس بوجھ کا اندازہ صرف اہل علم ہی لگا سکتے ہیں۔

استاذ شمس العلماء عطاء محمد بندیا لوی کا کراچی آمد: استاذ محترم صاحب کے سفر حج کے بارے میں آپ نے کراچی آمد نے دریافت کر کے حضور قبلہ مفتی اعظم ظفر علی نعمانی اور شیخ القرآن والحدیث علامۃ الدھر عبدالمصطفیٰ ازہری کو مطلع کیا۔ چنانچہ انھوں نے کراچی کے علماء کا ایک جم غفیر کے استاذ ذی شان منطق و فلسفہ کے امام خامس کا عظیم الشان جلوس میں استقبال فرمایا اور آفتاب علم علامہ بندیا لوی صاحب نے کراچی میں تقریباً ایک ہفتہ قیام

فرمایا۔ اور اسی دنوں خدمت کی سعادت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔

مولانا محمد طفیل صاحب کو پڑھانے کے ساتھ ایک اور کلاس درس:

حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کے دورہ حدیث شریف کے ابھی ڈھائی تین مہینے گزر گئے کہ شیخ القرآن والحديث علامۃ الدھر عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصول الشاشی، شرح مائۃ عامل اور صرف میر پڑھانے کا حکم دیا۔ آپ نے معذرت کیا لیکن استاذ محترم کا حکم ٹالنا مناسب نہیں سمجھا اور اس کلاس کو پڑھانا شروع کیا کہ ایک طرف صحاح ستہ کے مطالعے اور اپنے اسباق کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ قاضی مبارک، رشدیہ، صدر اور غیرہ کے مشکل اسباق کی تدریس اور دوسری طرف ابتدائی طلباء کے اسباق میں جو محنت درکار ہوتی ہے اور صرف یہ نہیں بلکہ صاحبزادہ جمال الدین کاظمی صاحب کو بھی ساتھ پڑھانا اور یہ کام بحسن خوبی سرانجام دینا فضل خداوندی سے خالی نہیں۔

جامعہ امجدیہ میں آپ کے تلامذہ: شیخ القرآن والحديث مولانا محمد طفیل صاحب مہتمم جامعہ طفیلیہ عظیم پورہ کراچی، پیر طریقت مولانا جمال الدین شاہ کاظمی صاحب خواجہ آباد شریف میانوانی، شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ محمد اسماعیل میمن صاحب، شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ کراچی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خطابت کے فرائض انجام دینا: کراچی میں استاذ العلماء مدظلہ ایک سال رہ کر جامع مسجد عید گاہ قصابان میں خطابت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ اور خطابت کے ساتھ مسجد میں نماز فجر کے بعد درس حدیث اور نماز مغرب کے بعد درس قرآن دیتے رہے۔

دارالعلوم احسن البرکات میں تدریس کا آغاز: ویسے تو حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ

ظلہ اپنے علمی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو بھی زیور علم سے آراستہ فرماتے رہے لیکن 1963 سے باقاعدہ اس عظیم مشن کے لیے کمر بستہ ہوئے۔ حضور استاذ العلماء مدظلہ دورہ حدیث شریف سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ مفتی اعظم شیخ الازکیاء میاں خلیل احمد برکاتی صاحب آپ کو اپنے ہاں درس کے لیے کہا آپ نے کہا مجھے اپنے استاذ شیخ المحمد ثین علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب نے یہاں (جامعہ امجدیہ) میں درس کے لیے حکم کیا ہے۔ لہذا آپ میرے استاذ محترم شیخ الحدیث صاحب اور قبلہ مفتی صاحب گوراضی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کو راضی فرمایا۔ اور دارالعلوم احسن البرکات میں تدریس کی بات طے ہوئی تدریسی خدمات کا تصوری پہلو: استاذ العلماء مدظلہ حصول علم کے طویل سفر اور علمی و روحانی شخصیات سے فیض حاصل کرنے کے بعد اساتذہ کرام کے فیض کو اگلی نسل کی طرف منتقل کرنے کا آغاز کیا۔

دارالعلوم احسن البرکات میں صدر المدرسین: ابھی حضور استاذ العلماء مدظلہ کی عمر تقریباً 25 سال تھی کہ عربی، فارسی ادب، صرف، نحو، معانی، بدیع، بیان فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر، منطق، فلسفہ، ہیئت، حکمت، تجوید و قرأت، ریاضی، ہندسہ کا جامع عالم ہو کہ دارالعلوم احسن البرکات (حیدرآباد) میں صدر مدرس کی حیثیت سے منتہی طلباء کو حمد اللہ، صدرا، اقلیدس، رشیدیہ اور اس کے ساتھ جگر گوشہ مفتی اعظم پیر طریقت شیخ القرآن والحدیث احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم کونورا نوار، کافیہ اور ایک اور کتاب بھی پڑھاتے رہے۔

احسن البرکات میں آپ کے تلامذہ: ☆ جگر گوشہ مفتی اعظم پیر طریقت شیخ القرآن والحدیث احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم احسن البرکات ☆ شیخ القرآن

والحدیث مولانا مفتی محمد وارث صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ وحدت کالونی خضدار (بلوچستان)

☆ شیخ القرآن والحدیث مفتی محمد حسن قلندران صاحب مہتمم جامعہ عربیہ جنت العلوم حیدرآباد

والد گرامی مفتی اعظم سرحد کا خط: جب استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے دارالعلوم احسن

البرکات حیدرآباد میں تدریس شروع کی تو اس پر آپ کے والد گرامی مفتی اعظم سرحد انتہائی

مسرور ہوئے اور آپ کے نام خط لکھا کہ بیٹے آپ نے میری زندگی کی آخری خواہش بھی پوری

کی کہ میری یہ آخری تمنا تھی کہ میرے بیٹوں میں ایک ایسا جامع عالم ہو کہ یہ کتابیں (قاضی

مبارک، حمد اللہ، شمس بازغہ وغیرہ) پڑھا سکتا ہو، یعنی آپ کے تدریس کا اول سال والد گرامی

کی آخری تمنا پوری کرنے کی سبب بنا۔

تخصّص فی الحدیث والتفسیر: استاذ العلماء مدظلہ نے احسن البرکات حیدرآباد میں

دو سال پڑھایا، لیکن آپ کا علمی پیاس نہیں بجھا کہ حسب حدیث منہوم فی العلم لایشبع

منہل لے 1964ء میں استعفیٰ دے کر تخصّص کے لیے جامعہ اسلامیہ بھاو لپور تشریف

لائیں۔ اس سے پہلے اس مدرسے کا نام جامعہ عباسیہ تھی اور اسی سال یہ سرکاری طور پر بھاو لپور

سٹیٹ کی طرف سے جامعہ اسلامیہ کے نام پر منظور ہوئی تھی۔

تخصّص سے پہلے امتحان: جامعہ اسلامیہ بھاو لپور میں داخلہ ملنے سے پہلے تحریری امتحان

منعقد ہوئی جس میں آپ کی قابلیت غزالی زمان رازی دوران شیخ القرآن والحدیث سعید احمد

کاظمی نے دیکھ لیا۔ تو اسکے بعد تقریری امتحان تھا، امتحان لینے والے غزالی زمان اور شیخ

القرآن مولانا شمس الحق افغانی صاحب تھے۔ جب آپ کا نمبر آیا تو غزالی زمان نے علامہ شمس

الحق افغانی صاحب کو اشارہ کیا کہ اس کا امتحان آپ لے لو! امتحان تفسیر بیضاوی شریف اور

قاضی مبارک میں تھا۔ موصوف ممتحن نے بیضاوی شریف میں ولا تشتروا بایتی ثمناً

قلیل پڑھ کر کہا ترجمہ کرو۔

استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے کہا کہ مجھے ترجمہ نہیں آتا آپ بھی ایسے جواب سے حیران ہوئے کہ تخصّص کا طالب علم اور کہتے ہیں کہ ترجمہ نہیں آتا اس لیے کہا کہ آپ کو کیا آتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ترجمہ کرنا چھوٹے بچوں کا کام ہے، لہذا اپنے استاذی طریقے کے مطابق پوری عبارت پڑھ کر اعتراض و جواب اور مضمون کا خلاصہ بیان کی پھر ساری تقریر کو عبارت پر چسپاں کیا۔ آپ کی یہ قابلیت موصوف ممتحن نے دیکھ لیا تو قاضی مبارک کو التفات نہیں کیا اور فقط بیضاوی شریف پر اکتفاء کیا اور ان کتابوں کو استاذ صاحب نہ صرف پڑھ چکے تھے بلکہ کئی بار پڑھاے بھی تھے۔ یہ نرالہ منظر غزالی زمان علامۃ الدھر کاظمیؒ نے ملاحظہ فرما کر کہا دیکھ لیا (یہ ہے ہمارے بریلوی!) کیونکہ آپ کو غزالی زمان پہلے سے بھی جانتے تھے کہ آپ نے آپ کے مدرسے انوار العلوم ملتان میں تجوید پڑھی تھی۔ بہر کیف تخصّص کا کورس دو سال مکمل کر دیا آخر میں امتحان دیا اور شیخ المحمد ثین جلالین الدین سیوطیؒ اور علم حدیث کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھا۔ تخصّص میں آپ کے شرکاء درس میں سے شیخ القرآن والحديث معدن العلوم مولانا مشتاق احمد گولڑویؒ جو شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان تھے۔

پوری جامعہ میں اول پوزیشن: جب تعلیمی دورانیہ مکمل ہوئی اور سالانہ امتحان منعقد ہوا اس سال استاذ العلماء دام اللہ ظلہ پوری جامعہ میں اول پوزیشن سے کامیاب ہوئے۔ لیکن آپ نے تخصّص کا سند وصول نہیں کیا حالانکہ اس وقت تخصّص فی الحدیث والتفسیر کا سند سرکاری سطح پر ڈبل M. A کے برابر تھی اور پوزیشن بھی اول لیکن آپ نے علم دین رضائے الہی کی خاطر حاصل کی۔ کئی بار جامعہ کی طرف سے پیغام آیا کہ تشریف لاکہ سند وصول کریں لیکن آپ نے التفات نہیں کی۔ استاذ العلماء مدظلہ العالی کے تخصّص سے فراغت کے ۲ مہینے رہتے

تھے کہ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ طیب الرحمن صاحب جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لائیں اور آپ کو تدریس کے لیے درخواست کی آپ نے کہا مجھے تو غزالی زمان بحر العلوم علامہ کاظمی نے انوار العلوم ملتان میں درس کے لیے حکم کیا ہے، اس لیے صاحبزادہ صاحب نے علامہ کاظمی صاحب کو بہت اصرار کیا تب آپ کو غزالی زمان صاحب نے جامعہ رحمانیہ میں درس کی اجازت دے دی۔

جامعہ رحمانیہ میں صدر المدرسین 1965ء میں جب استاذ العلماء مدظلہ تخلص سے فارغ ہوئے تو چشمہ شریعت و طریقت صاحبزادہ طیب الرحمن ہزاروی مہتمم جامعہ رحمانیہ (ہری پور) کے اصرار پر تشریف لائیں۔ جب صاحبزادہ صاحب نے آپ کو قاصی مبارک، رشیدیہ، حمد اللہ وغیرہ کتب پڑھانے کا کہا تو آپ نے مزاحاً جواب دیا کہ یہ کتابیں پہلی دن سے میرے نصیب میں آئی ہے۔ کہ ان کتابوں کو حضور استاذ العلماء مدظلہ دورہ حدیث کے سال مولانا محمد طفیل صاحب کو اور اسکے بعد دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد میں پڑھائے تھے۔ اور صدر المدرسین کی حیثیت سے منتہی طلباء کو پڑھانا شروع کیا اور وہاں دو سال طلباء میں علم کے موتی تقسیم کیے۔

دارالعلوم احسن البرکات میں دوبارہ صدر المدرسین: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے جامعہ رحمانیہ میں دو سال پڑھایا تو اسی دنوں پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ طیب الرحمن ہزاروی صاحب اپنے استاذ مفتی اعظم خلیل احمد برکاتی کے زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ استاذ العلماء مدظلہ کے بارے میں دریافت ہوا تو کہا میرا درس آپ لے گئے ہے لہذا واپسی کی اجازت نہیں دی فرمایا کہ میرے مدرس کو خط لکھوں کہ یہاں تشریف لے آئیں۔ تب آپ کو اجازت ہوگی۔ چنانچہ آپ کے خط اور مفتی صاحب کے اصرار پر دوبارہ

صدر المدرسین کی حیثیت دارالعلوم احسن البرکات میں خدمت کرنے لگے۔ تو اسی دنوں مولانا قاری افضل صاحب چترالی صاحبزادہ ابوالخیر زبیر صاحب کے مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ جب استاذ العلماء صاحب کے بارے میں دریافت کیا کہ احسن البرکات میں تدریس کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے آپ بھی پڑھنے کی عرض سے آئیں اور آپ سے اکتساب فیض کرتے رہیں۔ اور جب وہاں سے استاذ العلماء مدظلہ مردان تشریف لائیں۔ تو مولانا قاری افضل صاحب چترالی بھی آپ کے ساتھ مردان آئیں۔ جس نے استاذ العلماء مدظلہ سے دورہ حدیث تک اسباق پڑھ لیے اور 1994ء تک جامعہ قادریہ میں مدرس بھی رہے جامعہ مسجد میں امامت و خطابت: اہل محلہ نے قبلہ مفتی صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں ایک قابل عالم دین اور ایسے اوصاف پر موصوف امام کی ضرورت ہے۔ مفتی صاحب چونکہ بے تکلف آدمی تھے اس لیے مزاحاً فرمایا کہ ہاں اگر حضرت جبرائیل امینؑ نے امامت کی درخواست بھیجی تو آپ کے ہاں بجھوائیں گے اس لیے کہ یہ صفات تو کسی فرشتے میں ہی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال مفتی صاحب نے استاذ العلماء مدظلہ کو حکم دیا کہ آپ ان کی امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیا کریں تو آپ نے مسجد میں امامت و خطابت شروع کی اور ساتھ نماز فجر کے بعد درس حدیث اور نماز مغرب کے بعد درس قرآن سے بھی لوگوں کو مستفید کرتے رہیں۔

وطن مالوف والپسی: حیدرآباد میں ایک سال پڑھانے کے بعد فیصلہ کیا کہ صوبہ سرحد میں اہل سنت کے لیے کام کرنا چاہیے اسی خاطر جامعہ برکاتیہ سے مستعفی ہو گئے۔

جب استاذ العلماء مدظلہ العالی دارالعلوم احسن البرکات سے رخصت ہونے لگے تو حیدرآباد ریلوے سٹیشن تک دارالعلوم احسن البرکات کے مدرسین، طلباء اور مسجد والوں کی کثیر تعداد

روتے ہوئے آپ کو رخصت کیا۔

قدر زرزر گر شناخت

قدر جوہر جوہری

قدر گل بلبل شناخت

قدر عنبر عنبری

جامع مسجد کسکوروںہ مردان میں تدریس کا آغاز: استاذ العلماء مدظلہ حیدر آباد سندھ سے تشریف لائیں۔ اور شیخ القرآن والحديث مولانا مدرار اللہ مدرار کے جامع مسجد کسکوروںہ میں ایک افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا جس میں آپ کے والد گرامی مفتی اعظم سرحد شیخ القرآن والحديث مولانا شائستہ گل صاحب قادری اور آپ کے تینوں برادران (شیخ القرآن والحديث جامع المعقول والمنقول علامہ عبدالحنان قادری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ طریقت شیخ القرآن والحديث علامہ عبدالسبحان القادری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ القرآن والحديث مولانا عبدالدیان قادری صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور کثیر تعداد میں علماء اہل سنت اور عوام نے شرکت کی۔ اور یکم جنوری 1968ء سے باقاعدہ جامعہ قادریہ کے نام سے مدرسے کی افتتاح ہوئی۔

جس میں حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ خود بھی پڑھاتے اور آپ کے علاوہ دو مدرسین شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ قاضی فضل غنی صاحب آف دیر اور شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ مولانا عزیز الرحمن صاحب المعروف ہشتنگر مولوی صاحب آپ کے ساتھ درس کرتے تھے۔ اور جامع مسجد کسکوروںہ میں کئی مہینے درس کرنے کے بعد بغدادہ چوک جامع مسجد ابوحنیفہ میں اور کچھ عرصہ جامع مسجد عبدالجلیل میں درس دیا۔

جامعہ قادریہ کے اولین طلباء میں سے: شیخ القرآن والحديث مولانا احسان اللہ صاحب (کسکوروںہ) شیخ القرآن والحديث مولانا مفتی زیارت گل قادری (مہتمم جامعہ حنفیہ جلالہ پل

مردان) شیخ القرآن والحديث مولانا حضرت العلامة محمد عثمان صاحب (گندف صوابی) شیخ القرآن والحديث مولانا حضرت العلامة ابوالکرم آدم خان صاحب (پیش امام و خطیب عثمان خان کلے شب قدر)

بغدادہ چوک کو مدرسہ کی منتقلی: کچھ عرصہ مختلف مساجد میں تدریس کے بعد حضور استاذ العلماء مدظلہ نے بغدادہ چوک میں تین کمرے کرائے پر لیے۔ اور اس میں طلباء کو پڑھانا شروع کیا۔ تقریباً دو سال تک یہاں پڑھاتے رہے۔

جامعہ قادریہ کا قیام: جب حضور استاذ العلماء مدظلہ نے جامعہ بغدادہ چوک کو منتقل کیا تو اس دوران شیخ القرآن والحديث مفتی اعظم ظفر علی نعمانی کراچی سے مردان تشریف لائیں فرمایا آپ کرایہ کے کمروں میں درس کر رہے ہیں۔ لہذا دونوں نے نوابزادہ منیر خان سے ملاقات کی اور مدرسے کے لیے زمین وقف کرنے کی سفارش کی۔ تو نوابزادہ منیر خان نے چار کنال جگہ (نظر بوستان بغدادہ) میں دیدی۔ جس میں کچھ اراضی استاذ العلماء مدظلہ نے گورنمنٹ پرائمری سکول کے لیے دے دی۔

اکبردار العلوم کی پیشکش: نوابزادہ منیر خان نے حضور استاذ العلماء مدظلہ کو چار کنال زمین دے کر ساتھ یہ کہا کہ ہم نے اپنے والد کے نام سے اکبردار العلوم بنایا ہے جس کا عنقریب افتتاح ہونے والا ہے ہم یہ مدرسہ آپ کے سپرد کریں گے اور جس طرح چاہیں آپ اس میں دینی خدمات سرانجام دیا کریں۔ حضور استاذ العلماء مدظلہ نے نوابزادہ منیر خان صاحب کی پیشکش منظور فرمائی۔ دارالعلوم کے معائنہ کے دوران گیٹ پر اکبردار العلوم کا نام دیکھ کر حضور استاذ العلماء مدظلہ نے نوابزادہ کو کہا کہ مجھے آپ کی پیشکش اس شرط پر منظور ہے کہ اس کا نام "جامعہ قادریہ" ہوگا نوابزادہ منیر خان نے حضور استاذ العلماء مدظلہ کو کہا وہ کیوں

؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ہم مسکین لوگ ہیں اور مدرسہ چلانا ہمارا کام نہیں لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر اس کو جغوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے منسوب کرے تو اس کے روحانی فیض سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی اور دن بدن ترقی کے منازل طے کرے گا اور آپ کے باپ نواب اکبر خان میں مجھے یہ طاقت نظر نہیں آتی نوابزادہ منیر خان صاحب سمجھ گئے لیکن اس نے معذرت کے ساتھ کہا مجھے یہ شرط منظور ہے لیکن یہ دارالعلوم میرا ذاتی نہیں بلکہ میرے دوسرے بھائی اور رشتہ دار بھی اس میں شریک ہیں۔ حضور استاذ العلماء مدظلہ نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر میرے جامعہ کا نام جامعہ قادریہ ہو تو دن بدن ترقی کرے گا اور اکبر دارالعلوم زیادہ مدت تک چلنے کی امید نہیں۔ جس کو وقت نے ثابت کیا کہ اکبر دارالعلوم ویران پڑا ہے۔

جامعہ قادریہ تقریباً 197۱ء میں پڑھنے والے طلباء میں سے:

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید محمد معظم الدین کاظمی آستانہ عالیہ خواجہ آباد شریف میانوالی اور درجہ اولیٰ کے طلباء میں شیخ القرآن والحديث مولانا محمد آمین المعروف ملنگ جان صاحب عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول شمشاد آباد طور و مردان۔ فاضل ذی شان حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری صاحب سید آباد تخت بھائی، جامع العلوم مولانا عصمت اللہ صاحب آف فاطمہ مردان۔ فاضل ذی شان حضرت علامہ مولانا محبت اللہ صاحب المعروف بھائی مولانا صاحب وغیرہ قابل ذکر ہے۔ جنہوں نے بعد میں دورہ حدیث شریف تک یہاں اسباق مکمل کر لیے۔ جس کا درجہ اولیٰ میں امتحان بدر المدرسین شیخ القرآن والحديث مولانا محبت اللہ صاحب المعروف بھائی مولوی صاحب نے لیا تھا۔ اور آخر میں ان الفاظ سے اپنی رائے ظاہر فرمائی تھی۔

کمال المدرسة وفوزها ينوط على أمرين تحسين النظم و تكثير المدرسين اما الاول فهو حاصل لهذه المدرسة واسئل الله ان يوفق اهل المدرسة للثاني -

اور اسی سال 1973ء میں سالانہ امتحان درس نظامی میں پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ سید معظم الدین شاہ کاظمی صاحب فرسٹ فاضل ذی وقار قاری محمد افضل صاحب سکیئنڈ اور شیخ القرآن والحديث مولانا محمد آمین صاحب المعروف ملنگ جان صاحب تھرڈ آئے تھے۔ اور اس طرح بعد والے کلاس جامع المعقول والمعتول مولانا عالم زیب قادری صاحب، پیر طریقت رہبر شریعت حمد اللہ صاحب سورن شریف ملاکنڈ ایجنسی۔ اسی طرح حضرت علامہ مولانا پروفسر قاضی سید فرید اللہ شاہ باچہ صاحب گوجر گڑھی وغیرہ قابل ذکر ہے۔ جن کی تفصیل ان شاء اللہ آخر میں استاذ محترم کے تلامذہ کی فہرست میں آئیں گی۔

نوشہرہ روڈ کو جامعہ کی منتقلی: بغدادہ میں تقریباً پچیس سال علوم دینیہ کی خدمت کرنے کے بعد حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کی دلی خواہش تھی کہ مدرسہ برب روڈ ہو اس لیے آپ نے نوشہرہ روڈ پر نوابزادہ فاروق خان صاحب سے چار کنال زمین خریدی۔ جس میں ابتدائی طور پر تہہ خانہ بنایا گیا اور 1991ء سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور طلباء کو بہرہ ور کرتے رہیں۔ اور اسی سال شیخ القرآن والحديث پیر طریقت رہبر شریعت علامہ محمد نور الحق قادری صاحب کا دورہ حدیث تھا۔

انگلینڈ کے علماء و طلباء کی خوش نصیبی: ملک پاکستان میں تقریباً 4 سال علماء و طلباء کی علمی پیاس بجھانے کے بعد 1999ء میں پیرزادہ امداد حسین شاہ صاحب خلیفہ پیر محمد کرم شاہ ازہری نے حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کو انگلینڈ میں علوم دینیہ کی خدمت سرانجام دینے کی پیشکش کیا اور شیخ القرآن محقق العصر مناظر اسلام علامہ اشرف سیالوی صاحب سے بھی

حیات امام المدرسین

﴿۴۴﴾

سفارش کی تو حضور استاذ العلماء مدظلہ نے معذرت کی کہ میرا جامعہ بہت پرانی ہے اور ایک عرصے سے ادھر علم دین کے نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ لہذا آپ انگلینڈ تشریف لے جائیں لیکن آپ نے فرمایا! کہ پیرزادہ صاحب کو خدا نے آپ کا گرویدہ بنایا ہے میرا نہیں اس لئے حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ انگلینڈ تشریف لے گئے۔ جہاں پر جامعہ الکرم تقریباً چار سال میں پڑھایا جو انگلینڈ کی بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ اور تقریباً تین سال جامعہ قادریہ جیلانیہ (مانچسٹر) میں علم کی روشنی تقسیم کرتے رہیں۔

جامعہ الکرم میں آپ کے تلامذہ: علامہ حاجی ایوب صاحب مہتمم مدرسۃ القباء اولڈھم، حافظ، محمد قاری اسلم صاحب خطیب جامع مسجد اولڈھم علامہ شمس العارفین صاحب پرنسپل اسلامک سنٹر گرین وچ لندن UK۔ علامہ زین ہود قادری صاحب مہتمم دارالقرآن برمنگھم UK علامہ ابوالبرکات افتخار داد صاحب پرنسپل دارالخلاص اسلامک سنٹر لندن UK جامعہ شیر ربانی میں تدریس: جامعہ الکرم میں تین سال علم کے موتی تقسیم کرتے رہیں اس کے بعد قادریہ جیلانیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر علامہ مصطفیٰ بیگ صاحب، علامہ وقار بیگ صاحب، علامہ ارشد قادری صاحب، علامہ حاجی ایوب صاحب کو مفتی کورس پڑھایا۔

مرکزی جامع مسجد مانچسٹر کے مفتی: استاذ العلماء مدظلہ جب شیر ربانی ٹرسٹ میں پڑھاتے تھے تو سیکنڈ ٹائم میں انگلینڈ کے مرکزی جامع مسجد مانچسٹر کو تشریف لے جاتے اور مسلمانوں کے استفتات کے جوابات دیتے اور مسلمانوں کی راہنمائی کرتے اور اسکے ساتھ اسی مسجد میں اتوار کے دن درس قرآن مجید بھی دیتے جن میں کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے ملک پاکستان دوبارہ تشریف آوری:

استاذ العلماء مدظلہ انگلینڈ میں تقریباً گیارہ سال فیض علم تقسیم کرنے کے بعد پھر باری

تعالیٰ نے کرم فرما کر 2010ء میں آپ پاکستان تشریف لے آئیں۔ حالانکہ آپ کے پیر و مرشد قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت حضور قبلہ شیخ گل صاحب مبارک اور پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ عبدالملک قادری صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آپ کے لیے ادھر دین کی خدمت کرنی چاہیے کیونکہ ملک پاکستان اور خصوصاً (خیبر پختونخواہ) میں بد امنی کی فضا وہو اچل رہی ہے۔ لہذا ایسے حالات میں آپ کے لیے پاکستان آنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ میرا انگلینڈ جانا بھی اہل سنت کی خاطر تھا اور واپس آنا بھی اہل سنت کی خاطر ہے نہ میں حالات کی وجہ سے انگلینڈ گیا تھا اور نہ حالات کی وجہ سے واپس آ رہا ہوں۔

مکتب تصوف کی جستجو! بیعت: حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے ملک کے طول وارض میں ایک عرصہ گھوم پھر کر علوم ظاہریہ کے موتی اور جواہرات جمع کرنے کے بعد مکتب تصوف اور علوم باطنیہ سے بھرہ ور ہونے کے لیے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دربار عالیہ قادریہ (لنڈیکوٹل) تشریف لے گئے۔ اس وقت روحانیت کی عظیم پیشوا پیر طریقت رہبر شریعت عالی جناب عزتمآب حضور قبلہ عبدالحق صاحب المعروف حاجی گل حیات تھے۔ رات کو آپ کے والد بزرگوار کو تقریر کا حکم ہوا لیکن والد ماجد نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا تقریر کرے گا تو آپ نے حسب تعمیل حکم تقریر کی! پھر صبح عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت رہبر شریعت حضور قبلہ شیخ گل صاحب مبارک نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمائی۔

خلافت: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے تقریباً پینتالیس سال تک اپنے شیخ و مرشد کے روحانی فیض اور حلقہ ارادت سے وابستہ رہے۔ اور دین کی خدمت کرتے رہے۔ اور بہت علماء کو سیراب کیا اسی طرح علمی میدان میں اپنے مرشد خانے کی بہت خدمت کی جس برکتوں اور محنتوں سے شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ پیر طریقت محمد نور الحق قادری

صاحب دامت برکاتہم شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ محمد ہمایون قادری شہید، شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ عبدالباسط صاحب دامت برکاتہم، مجاہد اہل سنت شیخ القرآن والحديث علامہ محمد نور الدین قادری شہید علم دین کی دولت سے بھرہ ور ہوئے۔ آخر کار لاہور میں 2005ء کو آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا جس پر آپ کے مرشد گرامی پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضور قبلہ شیخ گل صاحب مبارک نے اکیلے لاہور تشریف لے گئے۔ حالانکہ اُسی دن آپ کے اپنے صاحبزادے حامد صاحب مبارک کی شادی بھی تھی اس کو چھوڑ دیا۔ لاہور تشریف لے کر آپ کو سلاسل اربعہ میں اجازت فرمائی اور فرمایا کہ میرے پاس اللہ جل مجدہ کی جو امانت تھی میں نے سب آپ کے سپرد کی ہے۔

فن مناظرے میں یدِ طولیٰ: حضور استاذ العلماء مدظلہ کو خدا تعالیٰ جملہ علوم عقیلہ نقلیہ کے ساتھ فن مناظرے میں بھی کامل مہارت دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اغیار اور مخالفین کے بڑے بڑے شیخ یا تو بالکل آپ کے سامنے مناظرے میں سامنے نہیں آئے ہیں اور اگر آئے بھی تو چند لفظوں میں لا جواب ہوئے اور اللہ کریم نے آپ کے ذریعے اہل سنت کو فتح دی ہے۔

شیخ عنایت الرحمن صاحب سے پہلی بار مناظرے میں سامنا:

اہل سنت اور پنج پیرویوں کے ساتھ کاٹلنگ جمال گڑھی میں سماع الموتی پر مناظرہ تھا۔ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کو اپنے بھائی شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالحنان قادری نے ٹیلی فون کیا کہ آج مناظرہ ہے۔ اس لیے آپ جلدی تشریف لے آؤ۔ آپ نے چند طلباء کو بھی ساتھ لے کر پہنچ گئے مناظرہ شروع تھی اہل سنت کی طرف مناظر چار باغ مولانا صاحب تھے اور دوسری جانب سے مولانا عنایت الرحمن صاحب تھے اور مولانا عبدالحنان قادری صاحب درمیان میں بطور ثالث بیٹھے تھے۔

استاذ العلماء مدظلہ کا میدان مناظرہ کو پہنچنا: جب آپ پہنچے تو آپ کے بھائی نے آپ کو درمیان میں بیٹھا دیا۔ فریقین کی طرف سے بے معنی سی بحث شروع تھی اس لیے آپ مناظرین کو کہا کہ یہ تو مناظرے کا طریقہ نہیں۔ انھوں نے پوچھا یہ نہیں تو کیا طریقہ ہے۔ آپ نے کہا طریقہ یہ ہے کہ دونوں فریقین دعویٰ لکھے گا اور ایک دوسرے کو دینگے اگر دعویٰ میں تناقص پایا گیا تو بحث ہوگی ورنہ ایسے بحث سے کیا فائدہ، اس لیے دونوں نے دعویٰ لکھنا شروع کیا۔ مولانا شیخ عنایت الرحمن صاحب نے پہلے دعویٰ لکھا کہ مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں لیکن خرق عادت سے۔ یہ پڑھ کر آپ نے چار باغ مولانا صاحب کو کہا کہ بس نہ لکھوں مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ نے حاضرین کو خاموش کیا کہ کوئی اختلاف نہیں دونوں مانتے ہیں کہ مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں۔ دوسری جانب سے شور مچ گیا کہ نہیں سنتے آپ نے کہا یہ دیکھو خود مولانا صاحب نے لکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے مولانا عنایت الرحمن صاحب سے کہا کہ اتنا مسئلہ تو حل ہو گئی کہ مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں۔ باقی اختلاف کیفیت میں ہے کہ خرق عادت کے طور پر سنتے ہیں۔ اگر میں آپ کے دعویٰ پر آپ سے سوال کروں کہ آیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے ایک کتاب پیش کر سکتے ہو! وہ خاموش بیٹھ گئے۔ آپ نے کہا کہ عالم دین تو کبھی بے دلیل بات نہیں کرتے۔

استاذ العلماء مدظلہ کا سماع عادی کی تعریف کرنا: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے کہا کہ میں نے ایک عالم دین کو شرح عقائد اور صدرائے شمس بازعہ پڑھاتے ہوئے سنا ہے۔ کہ سماع عادی کی یوں تعریف کی تھی۔ کہ متکلم کی زبان مخارج سے ٹکرا کر ان سے جو آواز پیدا ہوتی ہے، ہوا کے لہروں میں تموج کر کے سامع کے کانوں میں جاتی ہے اور سامع کی کانوں میں جو ہوا ہوتی ہیں وہ پردہ سماعت سے ٹکراتی ہے اور سامع سمجھ لیتا ہے کہ اس ہوا میں یہ

حروف ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس سے یہ یہ الفاظ بن گئے جس کا یہ مطلب ہے۔
تو قبر میں مردے اس طریقے سے نہیں سنتے کیونکہ ادھر ہوا نہیں جاسکتی تو کیا محال ہے کہ باری
تعالیٰ اور طریقہ سے مردوں کو اسماع کرے۔ یہ سن کر مولانا عنایت الرحمن صاحب بالکل
خاموش و حیران ہوئے۔ لوگوں نے شور مچایا کہ رات کو اس مولانا صاحب نے چار گھنٹے یہی
تقریر کی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ اور اب لکھ دیا کہ سنتے ہیں لوگوں کی ارادے آپ کو سخت
مارنے کی تھی اس لیے آپ نے چند علماء اہل سنت سے ان کو پناہ دے کر مجلس سے حفاظت
میں رخصت کیا اور اسی وقت تفہیم القرآن مردان کے کسی طالب علم نے آواز بلند کیا کہ یہ تو
مفتی اعظم (متہ) مولانا صاحب کے بیٹے تھے تب مولانا عنایت الرحمن نے آپ کو جان لیا۔
مولانا عنایت الرحمن صاحب سے مناظرہ دعاء بعد السنۃ پر: حضور قبلہ استاذ العلماء
دام اللہ ظلہ کا مولانا عنایت الرحمن صاحب سے ایک مناظرہ دعاء بعد السنۃ پر ہوئی ہے۔ اور
جس طرح آپ کا طریقہ ہے کہ اکثر اپنے حضم (مد مقابل) کو اپنے دعوے یا تمہیدی مقدمات
میں پکڑتے ہیں تو اس مناظرے میں بھی اسی طرح ہوا۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو مولانا
عنایت الرحمن صاحب نے دعویٰ لکھا کہ دعاء بعد السنۃ بدعت ہے تو حضور استاذ العلماء دام
اللہ ظلہ نے فرمایا بدعت کی قسم متعین کرو اور شامی کا حوالہ دیا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔
واجب، مستحب، صاح، مکروہ، حرام

اگر پہلے تینوں قسموں میں ایک بتاتے ہو تو پھر مناظرہ نہیں اگر واجب کہتے ہو تو آپ مجھ سے
بھی بڑھ گئے کیونکہ میں دعاء بعد السنۃ کو مستحب مانتا ہوں یا مستحب کہتے ہو تو میرے اور تیرے
عقیدے میں ذرا بھر فرق نہیں یا مباح کہتے ہو تو تب بھی اختلاف ختم اور اگر مکروہ کہتے ہو یا
حرام تو پھر اختلاف ہے مناظرہ ہوگی۔ آپ کو مکروہ کہنے پر دلیل ظنی اور حرام کہنے پر دلیل قطعی

پیش کرنی ہے۔

استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کے اس تقریر سے ان کی منہ بند ہو گئی۔ اور دو گھنٹوں میں صرف اپنے دعوے کی وضاحت بھی نہ کر سکے بالآخر حضور استاذ العلماء مدظلہ کو کہا کہ بس اس کے بعد آپ جدھر بھی مناظرے کے لیے آئیں گے میں آپ کا سامنا نہیں کروں گا۔ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے کہا میں تو پھر بھی احقاق حق کی خاطر آؤں گا۔ باقی آپ کی اپنی مرضی! لیکن مجھے تو آپ کے آنے پر خوشی ہے کہ آپ کم از کم کتاب یا میری دلیل پر تو سمجھتے ہیں۔ آپ کے باقی ساتھی یا جماعت کے لوگ تو اکثر کتاب بھی نہیں سمجھتے تو میں اس بے علم کو کیسے سمجھاؤں گا۔ لیکن پھر مولانا عنایت الرحمن صاحب آخر دم تک اپنے وعدے پر قائم رہے اور کبھی بھی استاذ العلماء مدظلہ کا مناظرے میں سامنا نہیں کیا۔

استاذ العلماء مدظلہ پر مادر علمی کا ناز: جس طرح طالب علم اپنے استاذ صاحب اور مادر علمی کا نام روشن کرتے ہیں اور استاذ اور مدرسہ اپنے اس شاگرد پر فخر کرتے ہیں تو اس طرح استاذ العلماء مدظلہ بھی الحمد للہ اپنے اساتذہ کیلئے قابل فخر شاگرد ہے اس کا اعتراف جامعہ قادریہ کے 2016ء جلسہ دستار فضیلت پر مخزن الفضلاء علامہ پروفیسر ظفر الحق بندیا لوی صاحب (نائب مہتمم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف) نے اپنی تقریر میں کیا کہ اپنے مادر علمی پر بہت لوگ ناز کریں گے۔ لیکن حضور استاذ العلماء مدظلہ شیخ القرآن والحديث مولانا فضل سبحان قادری صاحب کا شمار ان شخصیات میں ہے جن پر اپنے مادر علمی کو ناز ہے۔

رضائے الہی: حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے ساری عمر رضائے الہی دین متین کی خدمت کی اور یہی تلقین رہی کہ دین کی خدمت رضائے الہی کے خاطر کرو۔ اکثر درس میں فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے استاد امام المعقولین والمنتقولین عطا محمد بندیالوی نے یہ نصیحت کی

ہے۔ کہ دین کی خدمت رضائے الہی کی خاطر کروا کرنیت میں یہ ہو کہ میرے شاگرد ہونگے اور مجھے تحفے تحائف لائیں گے تو سن لو طلباء یہ کام نہیں کرتے خسر الدنیا والاخرۃ۔ تو اس لئے ہم نے بھی اپنے اساتذہ کی نصیحت پر عمل کیا اور تمہیں بھی یہ نصیحت کرتا ہوں۔

لساناً ذکر: حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ اٹھتے بیٹھنے ذکر خدا میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور زبان سے اللہ اکبر کبیراً والحمد لله کثیراً اور حمداً لك يا الله سنائی دیتی ہے۔ اور کثرہ مشاغل کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت بھی کثرت سے کرتے ہیں۔

درس و تدریس میں انتہائی پابندی: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ طلباء کے اسباق انتہائی پابند ہیں جب بھی کہیں محفل میلاد شریف پر جاتے ہیں تو تین چار اسباق ضرور پڑھاتے ہیں۔ جیسا کہ 2015ء میں جامعہ معصومیہ سخاکوٹ کا سالانہ جلسہ دستار فضیلت تھا جس کے لیے حضور منبع ولایت پیر طریقت رہبر شریعت شیخ گل صاحب مبارک تشریف لارہے تھے تو راستے سے جگر گوشہ استاذ العلماء حضرت علامہ فضل منان صاحب کو فون پر مطلع کیا کہ دستار فضیلت کے لئے مردان سے اکٹھے جائیں گے۔ تو آپ نے استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کو عرض کیا کہ حضور قبلہ شیخ گل صاحب آدھے گھنٹے میں پہنچنے والے ہیں، پیغام دیا کہ دستار فضیلت کے لیے اکٹھے جاتے ہیں۔ طلباء یہ سوچ رہے تھے کہ ابھی استاد صاحب چھٹی دے کر جانے کی تیاری کریں گے لیکن اس کے بعد بھی شرح عقائد کا 40 منٹ درس دیا تو اسی اثناء میں حضور قبلہ شیخ گل صاحب پہنچ گئے اور نعمان نے عرض کیا حضرت صاحب پہنچ گئے ہیں۔ استاذ العلماء مدظلہ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد بھی میری قطبی کا درس دیا جب حضرت صاحب نے چائے نوش فرمائی تب استاذ العلماء مدظلہ نے طلباء کو چھٹی دی اور اپنے مرشد کریم حضرت شیخ گل صاحب دامت برکاتہ سے ملاقات کی اور سخاکوٹ تشریف لے گئے

۔ اسی طرح پیر طریقت رہبر شریعت علاؤ الدین صدیقی صاحب کے فاتحے کے لیے کشمیر کا سفر

دشوار ایک دن میں طے کیارات ایک بجے پہنچ گئے اور صبح حسب معمول سارے اسباق

پڑھائے۔ کبھی کبھار ایک یا دو دن سبق رہ جاتے تو نماز ظہر کے بعد بھی اس کو مکمل کر لیتے۔ اسی

طرح طلباء کے اسباق کی خاطر اپنی صحت کا بھی پروا نہیں کرتے کہ بیماری میں آرام کرے۔

جیسا کہ حسب معمول 2014ء میں شرح عقائد کا درس دے رہے تھے اور کتاب بند کی۔ طلباء

کو فرمایا وقفہ کے بعد سبق پڑھتے ہیں۔ وقفہ میں دس منٹ کے لئے گھر تشریف لے گئے اور

حسب معمول سارے اسباق پڑھا دیئے۔ پھر کئی دن بعد دل کی تکلیف ہوئی اس لیے پشاور

رحمان ہسپتال تشریف لے کر چیک اپ کر کے تکلیف زیادہ تھی اس لیے انجیو گرافی کی۔ تب

طلباء کو پتہ چلا کہ چند دن پہلے استاد صاحب نے وقفہ دل کی تکلیف کی وجہ سے کیا تھا اور پھر

دل کی آپریشن کے بعد اتنی شدید بیماری میں بھی صرف تیرا دن چھٹی کر لی۔ اور پھر حسب

معمول تدریس شروع کی۔

اپنے محسن استاد محترم سے محبت: حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ اپنے اساتذہ سے والہانہ

محبت رکھتے ہیں اور مسلسل اساتذہ کے مزارات پر حاضری دیتے رہے اور کئی بار طلباء کو بھی

ساتھ لے کر ڈھوک دھمن میں اپنے شفیق و مہربان استاد صاحب، مادر علمی جامعہ مظہریہ امدادیہ

بندیال شریف اور جامعہ مظفریہ رضویہ وال بجھیراں تشریف لے گئے۔ اور تلامذہ متعلقین کو بھی

تلقین و نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے اساتذہ کی ملاقات کیلئے ضرور جایا کرو اور ان سے اپنی

نسبت مضبوط رکھیں چونکہ علم دین اساتذہ کا روحانی فیض ہے اور انکی ملاقات اور زیارت سے

یہ سلسلہ روحانیت برقرار رہتا ہے۔

جیسا کہ علامہ محمد اقبالؒ نے کہا ہیں:

نفس سے جس کی کھلی میری آرزو کی کلی بنایا جس کی مروت نے نکتہ دان مجھ کو
دعا یہ کر کہ خداوند زمیں و آسمان کرے پھر اسکی زیارت سے شادمان مجھ کو
امام العلوم والفنون جامع المعقول والمنقول علامہ عطاء محمد بندیا لوی کے وصال پر آپ کا تحریر:
ستائش کی تمنا سے بے نیاز ہستی: مجھے حضرت استاذی و استاذ الکل کے وصال کی خبر
مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے ملی۔ یقین نہیں آ رہا تھا۔ بندیا ل فون کیا کسی نے نہیں اٹھایا
پھر جامعہ نظامیہ لاہور فون کیا تو خبر کی صداقت کا علم ہوا۔ جب دارالعلوم قادریہ کے طلباء کو
حضرت استاذ صاحب کے ایصال ثواب کے لیے ختمات پر مامور کیا اور حضرت استاذ الکل کی
آخری دیدار کی تمنا لے کر عازم ڈھوک دھمن ہوا۔ مگر اتنی خوشی نصیبی اور سرعت کہاں سے لاتا
کہ ۲ گھنٹوں میں مردان سے ڈھوک دھمن پہنچ جاتا۔ بہر کیف ۳ بجے پہنچا۔ سب حضرات
جنازہ پڑھ کر جا چکے تھے۔ صرف باہر کے وڑچھ شریف کے صاحبزادہ موجود تھے۔ باقی علاقہ
کے لوگ تھے۔ صاحبزادہ فدا حسین صاحب سے بغل گیر ہوئے اور خوب خوب دل سے رویا۔
پھر حضرات کے مزار منور پر حاضر ہوا اور مرقدہ منورہ پر سرانکساری رکھ کر استاد مکرم کے فراق پر
اپنے آپ کو ضبط میں لانے کے باوجود دل قابو میں نہ رہا اور خوب آہ و بکا کیا اور یہ محسوس ہوا کہ
ہم علماء یتیم ہو گئے اور پھر بد نصیبی کہ آخری دیدار سے بھی محروم رہا۔ بہر کیف درد و غم کے لمحات
بہت مشکل سے گزر رہے ہیں۔ لیکن پھر دل کو تسلی اس تصور سے ہو جاتی ہے کہ الحمد للہ اس ناچیز
نے استاذ صاحب کے مشن کو سرحد میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور سرحد کے کونے کونے تک
حضرت قبلہ استاذ صاحب کا فیض پہنچ چکا ہے اور سرحد کے ہر علاقہ میں اس ناچیز کی وساطت
سے استاذ صاحب قبلہ کے علمی انوار و برکات چمک رہے ہیں اور مدرسین، مقررین و مصنفین
ہر میدان کے لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور سرحد میں یا رسول اللہ کے نعرہ تلے دین مصطفوی کی ہر

میدان میں خدمت ہو رہی ہے یہ سب حضرت قبلہ استاد صاحبؒ کا صدقہ جاریہ ہے اور آپ کی محنت و خلوص و محبت اور تدریسی مساعی جمیلہ کے ثمرات ہیں اور آپ کے بابرکت علم کی ضیاء ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد منورہ تک ان کے جملہ صدقات جاریہ کے اجوار پہنچادے اور ان کی خدمات کا اجرا نہیں عنایت فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

حضرت قبلہ استاذ صاحبؒ کی پوری زندگی تدریس علوم دینیہ کے لیے وقف تھی اور تدریس کا وہ لازوال شوق رکھتے تھے کہ مشکل ترین کتابیں پڑھا کر پھر بھی ہم نے کبھی آپ سے ایسے کلمات نہیں سنے جو اکتاہٹ یا تھکاوٹ پر دال ہوں۔ پھر طریقہ تدریس بھی ایسا کہ مدرس کے لیے تو بہت مشکل اور تھکا دینے والا مگر طالب علم کے لیے انتہائی مفید اور مدرس بنانے والا اور وہ یہ کہ طالب علم سے عبارت پڑھاتے اور عبارت میں بھی صرفی، نحوی قواعد و ترکیب کے ساتھ طالب علم سے غلطی کی تصحیح عربی عبارت پڑھنے میں امتیازی مقام رکھتے تھے۔ عبارت کے بعد کتاب کے مصنف کی غرض بیان فرماتے کہ یہ عبارت کے مدلولات کی تقریر فرماتے اور سوال و جواب سے بھی مالہ و ماعلیہ بیان فرماتے اور پھر عبارت پڑھنے والے طالب علم سے اپنی پوری تقریر سنتے اسی طریقہ سے چھوٹی کتابوں سے لے کر بڑی کتابوں تک تمام طلباء کو پورا دن پڑھاتے۔ بلکہ ہمیں یاد ہے کہ سردیوں کی صبح کی نماز سے قبل حضرت استاذ صاحب ایک یاد و سبق پڑھایا کرتے تھے اور ایسا بھی ہوا کہ صبح کسی کام سے جانا ہے تو رات کو اسباق پڑھانے شروع کر دیے تاکہ طلباء کا کل کا دن ضائع نہ ہو۔

اور طلباء کو مشکل سے مشکل مقام سمجھانے کا حضرت استاذ صاحب ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ حضرت کے روبرو تلمذ کے زانوں ٹیکنے والے کو کوئی مقام یا مسئلہ مشکل لگتا ہی نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت استاذ صاحب قبلہ سے جس طالب علم نے پڑھا ہے اس کو قاضی مبارک پڑھانا اور نحو

میر پڑھانا ایک سال لگتا ہے اور یہ ناچیز حضرت قبلہ استاد صاحب کے تلامذہ میں نالائق ترین شاگرد ہے مگر بحمدہ تعالیٰ فراغت کے فوراً بعد تدریس کے پہلے سال حمد اللہ، صدر، مطول وغیرہ ہا کتب پڑھاتا رہا اور حضرت استاذ صاحب کا ہی فیض تھا کہ نہ مطالعہ میں اور نہ تدریس کے وقت کوئی مشکل محسوس کیا۔

بہر کیف مجھے تجربہ ہو چکا ہے۔ تیس سالہ تدریس کا کہ حضرت استاذ صاحب نے جسے جو کتاب پڑھائی ہے وہ تحقیق کے ساتھ ساتھ یاد بھی کرادی اور تلامذہ کو ایسا ملکہ منتقل کر دیا کہ کبھی بھی کسی فن کی کسی کتاب کے مطالعہ اور پڑھانے میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ اور تجربہ سے مجھے یقین ہو چکا ہے۔ کہ پختہ کار مدرسین و علماء تیار کرنا یہ فضیلت اور امتیاز پورے ملک میں صرف اور صرف ہمارے قبلہ استاذ صاحب کو حاصل تھا۔ اور ایسے ایک واحد و یکتا معمار ملت کا اٹھ جانا خون کے آنسو رونے کا باعث ہے اور ایسا نقصان ہے کہ شاید تا آخر اس کی تلافی نہ ہو سکے۔

بہر کیف لکھتے لکھتے قبلہ استاد کے کمالات و صفات حمیدہ تو ختم نہیں ہو سکتے اور خوب ہے کہ اہل زمانہ تمام علماء کرام کو اس کا اعتراف ہے تو اب میں کیا سورج کو چراغ دکھاتا پھروں گا بس یہ چند کلمات حقیقہ تحریر کیے تاکہ اجر و ثواب میں میں بھی حصہ دار بنوں۔

آپ پر شمس المدرسین عطاء محمد بندیا لوی کا شفقت: جس طرح استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کا اپنے استاذ محترم سے والہانہ محبت ہے اسی طرح استاذ صاحب بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے چنانچہ بارع العلوم جامع المعقول والمنقول غلام محمد تونسوی نے اپنے شفیق استاذ محترم کو کئی بار گزارش کی کہ حضور مجھے شامی شروع کیجئے اور تاج الفقہاء جگر گوشہ فقیہ العصر علامۃ الدھر عبدالحق بندیا لوی صاحب سے بھی سفارش کرائی لیکن استاذ صاحب پر درسی

کتب کا بوجھ زیادہ تھا، اس لیے شروع کرنے سے انکار کیا۔ آخر آپ سے سفارش کروائی تو قبلہ استاذ محترم صاحب نے شفقت فرمائی اور آپ کو شامی شروع کی جس کی برکت سے آپ کو اور آپ کے دوسرے ساتھیوں کو بھی شامی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ایک بار استاذ العلماء مدظلہ اپنے شفیق و مہربان استاذ صاحب کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو نیچے چارپائی کے ساتھ نیچے بیٹھ کر پاؤں دبانا شروع کی جس پر استاذ صاحب محترم نے فرمایا کہ "نہ کر فضل سبحان آپ ہمارے بھائی ہے"۔ موصوف نہ عرض کی نہیں حضور یہ آپ کا شفقت ہے میں اپنے آپکو آپ کا خادم سمجھتا ہوں۔

اساتذہ: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے بہت بڑے بڑے علماء سے اکتساب فیض کی۔ ☆ آپ کے والد ماجد فقیہ العصر شیخ القرآن والحديث علامۃ الدھر مفتی اعظم شائستہ گل قادری صاحب ☆ الاستاذ المطلق جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول امام منطق وفلسفہ عطاء محمد بندیا لوی گولڑوی ☆ بحر العلوم غزالی زمان رازی دران وحید الدھر علامہ سعید احمد کاظمی ☆ استاذ العلماء ملک المدرسین جامع المعقول والمنقول اللہ بخش صاحب مہتمم جامعہ مظہریہ وال پچھراں ☆ شیخ المحمد ثنین استاذ العلماء علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ☆ سید المحققین شیخ القرآن والحديث عالم بے نظیر علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحب ☆ مفتی اعظم پاکستان علامۃ الدھر عبدالقیوم ہزاروی صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ شیخ القرآن والحديث عالم باعمل مفتی غلام علی اوکاڑوی صاحب ☆ شیخ الاسلام استاذ العلماء عالم بے نظیر علامہ مصلح الدین صاحب حق صاحب مردان۔

تلامذہ استاذ العلماء مدظلہ العالی: استاذ العلماء مدظلہ کے ہزاروں تعداد میں تلامذہ ملک اور بیرون ملک میں خدمات دینیہ سرانجام دیتے ہیں سب کو احاطہ قلم میں لانا دشوار ہے اس

لئے ان میں سے چند علماء کا ذکر کرتے ہیں۔

جگر گوشہ استاذ العلماء مدظلہ شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت فضل منان قادری

صاحب نائب مہتمم جامعہ قادریہ مردان

شیخ طریقت مفتی فضل قیوم سبحانی پرنسپل القادریہ سنٹر مانچسٹر UK

شیخ القرآن والحديث پیر طریقت ڈاکٹر محمد نور الحق قادری صاحب وفاقی مذہبی امور پاکستان

جامع المعقول والمنقول علامہ مفتی فضل جمیل رضوی صاحب مہتمم و شیخ الحديث جامعہ سبحانیہ

رضویہ ملاکنڈ ایجنسی

شیخ القرآن والحديث پیر سید قادری مہتمم و شیخ الحديث جامعہ قادریہ غفوریہ سوات

شیخ القرآن والحديث استاذ العلماء مولانا عالم زیب قادری صاحب مہتمم جامعہ عالیہ پیر بابا

شیخ القرآن والحديث مفتی زیارت گل قادری صاحب مہتمم شیخ الحديث جامعہ حنفیہ جلالہ مردان

چشمہ شریعت و طریقت مولانا جمال الدین شاہ کاظمی خواجہ آباد شریف میانوالی

جامع المعقول والمنقول محقق العصر علامہ عطاء محمد متین صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ واں

پکھیراں میانوالی

مفتی اعظم سندھ شیخ طریقت علامہ احمد میاں برکاتی صاحب مہتمم جامعہ احسن البرکات

حیدر آباد

جامع المعقول والمنقول علامہ محمد وارث صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ حصہ اربلوچستان

استاذ العلماء شیخ الحديث مولانا اسماعیل میمن صاحب شیخ الحديث جامعہ امجدیہ کراچی

شیخ القرآن والحديث جامع العلوم والفنون علامہ محمد طفیل صاحب مہتمم جامع طفیلہ عظیم پورہ

کراچی

حیات امام المدرسین

﴿۵۷﴾

شیخ الصرف والنحو علامہ شریف گل قادری مہتمم جامعہ فیضانِ مصطفیٰ ﷺ لوند خوڑ
فاضل نوجوان حضرة العلامة نصیر الدین ناظم اعلیٰ جامعہ اعظمیہ سالک آباد شریف حسن ابدال
فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا احسان الحق صاحب دارالعلوم سرفراز العلوم سیفیہ اسلام آباد
علامہ زین ہود قادری صاحب مہتمم دارالقرآن برمنگھم UK
علامہ عمران قادری صاحب خطیب جامع مسجد گمگول شریف UK
علامہ ابوالبرکات افتخار داد صاحب پرنسپل دارالخلاص اسلامک سنٹر لندن UK
علامہ پیر ذادہ ابوالاخلاص ذولفقار صاحب مدرس الحکم انسٹیٹیوٹ بریڈفورد UK
علامہ ابوالخیر نعمان قادری صاحب مدرس و مفتی آستانہ عالیہ بحر الحق شریف لارنسپور ضلع اٹک
اولاد امجاد:

☆ شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت علامہ فضل منان قادری صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ مردان
☆ عزت مآب علامہ فضل ربانی قادری صاحب ڈائریکٹر بغداد ماڈل سکول بغدادہ مردان
☆ شیخ طریقت مفتی فضل قیوم قادری سبحانی صاحب
پرنسپل القادریہ اسلامک سنٹر مانچسٹر یو کے
☆ جناب فضل عظیم قادری صاحب
☆ جناب فضل رسول قادری صاحب

شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت علامہ فضل منان قادری صاحب
حضور استاذ العلماء مدظلہ کے حالات زندگی کو آپ کے جگر گوشے اور جانشین شیخ القرآن والحديث
شیخ طریقت علامہ فضل منان قادری صاحب کے تذکرے کے بغیر نامکمل محسوس کر رہا تھا کہ

در اصل آپ کا ذکر استاذ العلماء مدظلہ کے حالات زندگی کا حصہ ہے کہ آپ ہمہ وقت سفر و حضر میں امام المدرسین استاذ العلماء مدظلہ کو ہاتھ باندھے ہوئے حاضر خدمت اور ان کے منظور نظر ہوتے ہیں جیسا کہ استاذ العلماء مدظلہ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ صاحبزادہ فضل منان صاحب میرے دست و پیر ہے۔ اس لیے چند سطور میں آپ کے ذکر خیر کا بھی سعادت حاصل کر رہا ہوں

پیدائش: حضور صاحبزادہ والا نشان کی پیدائش 1973ء کو بغدادہ میں ہوئی

تعلیم و تربیت: آپ نے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ سکول بغدادہ میں حاصل کیا اور دینی تعلیم و تربیت کا آغاز اپنے گھر سے ہوا کہ کئی سالوں تک جامعہ قادریہ بغدادہ میں علم دین سے بھرہ ور ہوتے رہیں پھر دو سال دربار عالیہ شہنشاہ خراسان حضرت پیر بابا میں استاذ العلماء مدظلہ کے تلمیذ رشید شیخ القرآن والحديث مفتی عالم زیب قادری صاحب کے تلمذ میں رہے اور دو سال جامعہ جنید یہ پشاور میں اکتساب فیض کرتے رہیں، اسکے بعد دو سال مرکز علوم دینیہ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف میں جگر گوشہ فقیہ العصر تاج الفقہاء علامہ عبدالحق بندیالوی اور استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول علامہ عطاء محمد متین صاحب سے مستفید ہوتے رہیں۔ اور باقی علوم و فنون بمع دورہ حدیث شریف اپنے والد گرامی استاذ العلماء مدظلہ سے مکمل کئے۔

بیعت و خلافت: آپ کی بیعت شیخ المشائخ فخر اولیاء حضور قبلہ شیخ گل صاحب سے ہے

آپ پر مرشد کریم کی خصوصی نظر عنایت و مہربانی ہے کہ آپ کو خلافت سے سرفراز کیا ہے اگرچہ آپ نے پہلے سے زندگی علماء و طلباء کے خدمت کے لئے وقف کیا تھا لیکن مرشد کریم اور استاذ العلماء مدظلہ کے حکم پر مخلوق خدا کے رشد و ہدایت میں مصروف عمل ہے۔

طلباء سے شغف و محبت: حضور قبلہ استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کو طلباء سے انتہائی محبت ہے۔

جب بھی بارش ہوتی یا سردی شدت اختیار کرتی تو راقم کو سے خرچہ دے کر فرماتے جلدی طلباء کیلئے حلوہ اور چائے کا بندوبست کرو۔ رمضان المبارک میں اکثر افطاری کے وقت تشریف لاتے اور راقم کو فرماتے آج تمہارے ساتھ افطاری کرتا ہوں۔ اس طرح تراویح کے بعد تشریف رکھ راقم کو فرماتے کہ طلباء اور حاضرین کو چائے پلاؤ اور اسی طرح تقریباً ایک گھنٹہ تک محبت فرماتے۔

جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال پر ایک حاضری کا منظر 2011ء استاذ العلماء مدظلہ نے حسب عادت جامعہ قادریہ کے دورہ حدیث طلباء کو ساتھ لے کر دُور دراز کا سفر طے فرمایا اور اپنے مادر علمی پر حاضری دی۔ جب پہنچ گئے تو مخزن الفضلاء پروفیسر ظفر الحق بندیالوی صاحب اور دوسرے صاحبزادگان اور جامعہ مظہریہ امدادیہ کے تمام طلباء نے گیٹ پر شاندار استقبال کیا۔ پھر انھوں نے ایک بزم کا انعقاد کیا جس میں جامعہ قادریہ مردان کے مدرس قاری روحان اللہ باسطی نے تلاوت کی اور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے تقریر فرمائی۔ آخر میں تاج الفقہاء شیخ الاسلام والمسلمین عبدالحق بندیالوی صاحب نے دعا فرمائی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پوری دعائیہ مناجات "یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو" سے دعا فرمائی۔ اس سفر سے واپسی پر پارلیمنٹ لاجز اسلام آباد جا کر اپنے مرشد کریم شیخ طریقت شیخ الاسلام جناب گل صاحب دامت برکاتہم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان دنوں چونکہ جامعہ قادریہ کی سالانہ دستا فضیلت 2011ء کا پروگرام بھی تھا اس لیے مرشد کریم نے محبت فرمائی اور سارے طلباء کے پکڑیوں پر ہاتھ مبارک پھیر لی اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے آپ کی دستار بندی ہوگئی۔

تاج الفقہاء عبدالحق بندیالوی صاحب سے ایک ملاقات: ویسے تو حضور استاذ

العلماء دام اللہ ظلہ تاج الفقہاء جگر گوشہ فقیہ العصر عبدالحق بندیا لوی صاحب کے ملاقات کیلئے اکثر جاتے رہیں۔ لیکن جب 2015 میں حاضری ہوئی دونوں حضرات نے مسکراہٹوں کے تبادلے میں ایک محبت بھری ملاقات کی اور پرانی یادیں تازہ فرمائی۔ پھر حضور تاج الفقہاء نے الفیہ کے بہت اشعار سنا دیے۔ اور فرمایا کہ ایک بار ملتان کے علم نحو کے بہت بڑے عالم یہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ بناء میں اصل کیا ہے؟ کچھ جواب نہ ہوسکا، پھر میں نے جواب دی کہ بناء میں اصل سکون ہے۔ اور ساتھ حوالہ بھی پیش کی کہ الفیہ میں ہے۔ **والاصل فی البناء ان یُسکِنَ**۔ اس موقع پر حاضرین میں محزن الفضلاء پروفیسر ظفر الحق بندیا لوی اور آپ کے اور برادران گرامی حافظ نذر حسین شیخ القرآن والحدیث فضل منان القادری صاحب راقم الحروف اور جامعہ قادریہ کے تقریباً پندرہ دورہ حدیث کے طلباء موجود تھے۔

جامع المعقول والمنقول عطاء محمد متین صاحب سے ملاقات:

حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ کا آپ کے ساتھ 2014ء استاد العلماء جامع المعقول والمنقول استاذ اللہ بخش کے مزار پر ملاقات ہوئی۔ دونوں حضرات نے مسکراہٹوں کے تبادلے میں تقریباً 1956ء کی یادیں تازہ فرمائی۔ اور حضور استاذ العلماء دام اللہ ظلہ نے حاضرین کو آپ کا تعارف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قبلہ! (جامع المعقول والمنقول عطاء محمد متین صاحب دامت برکاتہم) جامعہ مظفریہ واں پچھراں میں ہمارے ساتھی تھے لیکن مولانا عطاء محمد متین صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور صاف بتائیں کہ اس نے میرے ساتھ پڑھا ہے اور میرے شاگرد ہیں اور فقہ اور صرف کے اسباق جو آپ نے مجھے پڑھائے تھے مجھے اب بھی یاد ہے۔

برادران استاذ العلماء مدظلہ

شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالحنان قادری صاحب: آپ مفتی اعظم سرحد کے فرزند اول اور استاذ العلماء مدظلہ کے برادر اکبر ہیں۔

پیدائش: آپ 1909ء کو متہ کاٹنگ میں پیدا ہوئے اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد گرامی مفتی اعظم سرحد یار حسین باباجی صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ حضرت مجھے اللہ کریم نے فرزند عطاء کیا ہے تو یار حسین باباجی نے آپ کو اپنے نام سے مسمیٰ کیا کہ آپ کا نام عبدالحنان رکھ لیا۔

دینی تعلیم: آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد ماجد مفتی اعظم سرحد سے حاصل کی اور پھر اجمیر شریف (انڈیا) تشریف لے گئے اور سات سال تک وہاں علمی دین حاصل کرتے رہیں۔ اور ساتھ علاقے کے مسجد میں امامت و خطابت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہیں، چونکہ ایک عرصے تک آپ پردیس میں تھے، والدین اور خاندان سے رابطہ نہیں ہوا تھا اس لئے مفتی اعظم سرحد اجمیر شریف تشریف لے گئے آپ نے اپنے والد گرامی کو دیکھ لیا اور گلے لگایا لیکن والد گرامی کو بیٹے کی شناخت نہیں ہوئی چونکہ بچپن میں حلیہ جلدی بدل جاتا ہے اس لئے باباجی صاحب نے آپ سے گھر کے افراد کے ناموں کے متعلق دریافت کیا اور آپ نے صحیح جوابات دئے تب مفتی اعظم سرحد کو تسلی ہوئی اور آپ کو ساتھ مردان لے آئے اور اپنے دارالعلوم جامعہ محمدیہ حنفیہ سنیہ میں درس پر مامور کیا جو کہ عمر بھر علمی دین کی خدمت کرتے رہیں

وفات: آپ 1998ء میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ بقیۃ السلف و امام الخلف شمس المشائخ پیر شمس الامین قادری صاحب نے پڑھائی۔ اور اپنے والد گرامی مفتی اعظم سرحد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

شیخ القرآن والحديث شیخ طریقت بابا جی عبدالسبحان قادریؒ: آپ مفتی اعظم سرحد

کے دوسرے صاحبزادے اور استاذ العلماء مدظلہ کے برادر اکبر ہے

ولادت: یکم جنوری 1925ء قبلہ مفتی اعظمؒ کے ہاں (متہ) میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علوم: آپ نے تمام مروجہ علم بمع دورہ حدیث شریف اپنے والد بزرگوار حاصل

کی۔ اور آپ کو چار مرتبہ دورہ حدیث شریف کا شرف حاصل ہوا۔ دو مرتبہ اپنے مدرسے

دارالعلوم محمدیہ حنفیہ سنیہ میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اور ایک مرتبہ 1942ء میں

دارالعلوم حزب الاحناف (لاہور) میں مفتی اعظم پاکستان شیخ القرآن والحديث حضرت علامہ

ابوالبرکات صاحبؒ سے اور ایک مرتبہ حضور قبلہ شیخ القرآن والحديث عالم بے نظیر عبدالمصطفیٰ

ازہری صاحبؒ سے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں آپ کے دستار فضیلت کے موقع پر آپ

کے والد ماجد مفتی اعظم شاکستہ گلؒ، مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکاتؒ۔ سابق سفیر عراق

پیر طریقت رہبر شریعت الشیخ عبدالقادر قادریؒ، استاذ العلماء فقیہ العصر مفتی ظفر علی نعمانیؒ

مہتمم جامعہ امجدیہ کراچی قبلہ شیخ القرآن والحديث علامہ الدھر عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب

نے اپنے ہاتھوں آپ کی ستار بندی فرمائی اور آپ کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ دوران تعلیم ہی

آپ نے اپنے آبائی جامع مسجد لنڈی شاہ میں 1964ء تک امامت و خطابت کے فرائض

انجام دیتے رہے۔ ہم اپنے مرشد کریم حضرت پیر طریقت رہبر شریعت بابا جلال الدین

قادریؒ کے حکم پر کراچی تشریف لے گئے اور کچھ عرصے تک شاہ فیصل کالونی کراچی میں امامت

و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور پھر واپس کاٹنگ تشریف لے آیا۔ لیکن پھر دوست و

احباب پر دوبارہ تشریف لے گئے اور تقریباً 4 سال تک خطابت و امامت کے فرائض سرا

نجام دیئے۔

بیعت و خلافت: آپ 1955ء میں اپنے والد گرامی کے حکم سے مخزن ولایت پیر
طریقت رہبر شریعت جلال الدین قادریؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور ادو وظائف کے
تکمیل کے بعد پیر و مرشد نے آپ کو خلافت عطاء فرمائی۔ آپ نے ساری زندگی درس و
تدریس، تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی خدمت صرف کی۔

جامعہ قادریہ سبحانیہ کا قیام: آپ 1974ء میں ایک دینی ادارہ شاہ فیصل کالونی
کراچی میں قائم کی۔ جواب تک سینکڑوں تشنگان علم دین کو سیراب کر رہی ہے۔ جس کے آپ
خود شیخ الحدیث بھی تھے۔

فریضہ حج و عمرے: آپ نے 10 سے زیادہ حج اور متعدد عمروں کی سعادت حاصل کی ہے۔
وفات: آپ 2008ء دارفانی کو خیر آباد کہہ کر رخصت فرما گئے۔ آپ کا نماز جنازہ آپ
کے فرزند ارجمند پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث عبدالعلیم قادری صاحب نے ادا فرمائی۔
اور تاحال آپ کے مشن اور دارالعلوم کی ساری ذمہ داریاں سنبھال لی ہے
مزار: آپ کا مزار کراچی شاہ فیصل کالونی جامعہ قادریہ سبحانیہ میں مرجع خلاق ہے جس پر عالی
شان گنبد تعمیر کی گئی ہے۔

شجرہ طریقت: (۱) پیر طریقت رہبر شریعت عبدالسبحان بابا جانؒ

(۲) پیر طریقت رہبر شریعت جلال الدینؒ (نواں کلی صوابی)

(۳) پیر طریقت رہبر شریعت عبدالحنان بابا جیؒ (یار حسین)

(۴) غوث زمان شیخ الاسلام پیر طریقت عبدالوہاب صاحبؒ (مانکی شریف)

(۵) غوث الزمان شیخ المشائخ حافظ عبدالغفور صاحبؒ (سوات)

شیخ القرآن والحديث مفتی عبدالدیان قادریؒ: آپ مفتی اعظم سرحد کے تیسرے

صاحبزادے اور استاذ العلماء مدظلہ کے برادر محترم ہے

ابتدائی تعلیم: موصوف نے ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد دارالعلوم

حنانیہ پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل عبدالحنانؒ (یار حسین) باباجی کے قائم کردہ مدرسے

سے علمی پیاس بجھایا۔ اس کے بعد پیر طریقت رہبر شریعت جلال الدین باباجیؒ سے کچھ عرصہ

اکتساب فیض کیا۔ پھر حیدرآباد شریف لے گئے وہاں امامت و خطابت کے فرائض انجام

دیتے رہے۔

وفات: آپ نے 2017ء میں دارفانی سے رحلت فرمائی۔ امامت نماز جنازہ پیر طریقت

رہبر شریعت علامہ عبدالعلیم قادری صاحب نے فرمائی۔ آپ کا مزار (حیدرآباد) میں ہے۔